عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
جولائی ۲۰۰۱ء

شمارہ ۴ جلد ۳۸/۵

حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی کی بروقت نشان دہی

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ایک ارب بیس کروڑ مسلمان اور قادیانی

مرزا طاہر احمد کا سنجیدہ مذاق

این جی اوز کی سرگرمیاں اور علماء کرام کا کردار

خطاب: حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ

نصابِ تعلیم سے قرآنی آیات کا اخراج

قادیانیوں نے اپنے آپکو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیا
ہائی کورٹ میں قادیانیوں کی عیسائیوں کے خلاف رٹ منظور

سندھ کی علمی و روحانی شخصیت
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحیی الحسینی

بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر 4 جلد نمبر 5/38

قیمت فی شمارہ ———— ۱۰

سالانہ ———— ۱۰۰

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

رانا محمد طفیل جاوید

قاری محمد حفیظ اللہ

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی جمیل خاں	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدابخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذیر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا محمد اسحٰق ساقی	

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

مولانا شاہ احمد نورانی کی بروقت نشان دہی	ادارہ	3

مواعظ

خطاب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ادارہ	6
خطاب حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ	ڈاکٹر محمد امجد	21

مقالات و مضامین

نصاب تعلیم سے قرآنی آیات کا اخراج	صاحبزادہ طارق محمود	30
حاصل مطالعہ	مولانا اللہ وسایا صاحب	32
وفاقی بجٹ 2001ء اور 2002ء	ڈاکٹر خالد محمود سومرو	37
رحمت کائنات کی بارھویں اشاعت	مولانا محمد ارشد	39

رد قادیانیت

ایک ارب بیس کروڑ مسلمان اور قادیانی	ادارہ	42
مرزا طاہر کا سنجیدہ مذاق	پروفیسر منور احمد ملک	44

مکتوبات اکابر	ادارہ	47
سندھ کی علمی و روحانی شخصیت مولانا عبدالحیٰؒ	مولانا محمد خالد	49
سرگرمیاں	ادارہ	53
مسافران آخرت	ادارہ	61

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

مولانا شاہ احمد نورانی کی بروقت نشاندہی

جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ لارنس آف پاکستان لندن میں بیٹھ کر پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ انہوں نے کہا سنی تحریک کے قائد سلیم قادری کا قتل مسلمانوں کے دو اہم فرقوں دیوبندی بریلوی لڑائی کی ایک سازش ہے۔ جمعیت کے سربراہ نے کہا حکومت دہشت گردوں کا نیٹ ورک توڑنے میں ناکام رہی ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی ملک کی اہم دینی سیاسی جماعت کے رہنما ہیں۔ انہیں مختلف دینی حلقوں میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قادیانی فتنہ کے خلاف علمی احتساب کی سعادت انہیں ورثے میں ملی ہے۔ 1974ء میں قومی اسمبلی کے فورم پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ ہوا۔ مولانا نورانی نے مولانا مفتی محمودؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا عبدالحقؒ' مولانا مصطفیٰ الازہری کے ساتھ مل کر قابل تحسین کردار ادا کیا تھا۔ مولانا موصوف قادیانی فتنہ کی باغیانہ سرگرمیوں' ناپاک عزائم اور قانون شکن کاروائیوں سے کبھی غافل نہیں رہے۔ 12 اکتوبر کے اقدام کے بعد جب جنرل پرویز مشرف نے عنان حکومت سنبھالا تو ملک بھر میں قادیانیوں کی خلاف قانون سرگرمیوں میں یکایک اضافہ ہوگیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جماعتی سطح پر آواز اٹھائی۔ اسلامی دفعات اور قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کے بارے میں طرح طرح کے خدشات ابھرنے لگے۔ قادیانی جماعت جنرل مشرف کو اپنا آدمی قرار دینے کے دعوے کرنے لگی۔ مرزا طاہر لندن بیٹھ کر اپنی ذریت کو بشارتیں اور طرح طرح کی نویدیں سنانے لگے۔ اس سنگین صورتحال کے پیش نظر مولانا نورانی نے لاہور میں آل پارٹیز کا خصوصی اجلاس طلب کر کے حکومت کو متنبع کیا کہ بشمول عقیدہ ختم نبوت اسلامی دفعات کی منسوخی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

حکومت نے مذہبی جذبات کے پیش نظر واضح اعلان کر دیا کہ قادیانیوں کی سابقہ حیثیت بحال رہے گی۔ عبوری آئین میں اسلامی دفعات اور قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کو نہیں چھیڑا جائے گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی ایک اہم دینی سیاسی جماعت کے سربراہ کی حیثیت سے یقیناً ثقہ معلومات رکھتے ہیں۔ حالیہ بیان میں ان کا اشارہ قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر کی طرف ہے۔ جو لندن میں بیٹھ کر پاکستان کی وحدت وسالمیت کو نقصان پہنچانے کی مسلسل سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف عمل ہے۔ پاکستان کے سیاسی معاشی واقتصادی بحرانوں میں قادیانی جماعت کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مختلف بین الاقوامی مالیاتی اداروں میں گھسے قادیانی پاکستان کے اقتصادی ڈھانچے کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں کیونکر مخل سے کام لیں گے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ بیرونی امداد اور ورلڈ بینک کے قرضے اقلیتوں کے بنیادی حقوق کے حوالے سے کیوں مشروط رکھے جاتے ہیں؟۔ یہ بات تاریخی حقائق کے تناظر میں دعویٰ کے ساتھ کہی جاسکتی ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر جب سے بیرون ملک اپنے قدیمی آقاؤں کے ہاں مورچہ زن ہوئے ہیں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو آپس میں لڑانا 'بھڑانا' ٹکرانا ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ مذہبی دہشت گردی کے حوالہ سے ملک بھر میں شیعہ سنی خون ریزی کے پس منظر قادیانی جماعت کا ہاتھ کار فرما ہے۔

ایک طویل مدت سے قادیانی جماعت کا یہ پلان ہے کہ ملک میں شیعہ سنی مذہبی دہشت گردی کی طرح دیوبندی اور بریلوی فرقوں کو متصادم کیا جائے۔ کراچی میں رونما ہونے والے واقعات پس پردہ سازش کی غمازی کرتے ہیں۔ کراچی میں عید میلادالنبیؐ کے جلوس پر فائرنگ کا المناک واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کوئی تیسری طاقت ملک میں دیوبندی بریلوی فرقوں میں باہمی کشیدگی اور تصادم سے اپنے مخصوص مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ کوئی مسلمان عید میلادالنبی کے جلوس پر مسلح حملے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

سنی تحریک کے قائد مولانا محمد سلیم قادری کے قتل کے بعد کراچی میں مسلسل مذہبی نوعیت کے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جن کا مقصد سپاہ صحابہ اور بریلوی مکتب فکر میں مسلح تصادم کروانا مقصود نظر آتا ہے۔ ماضی میں کئی مواقع پر دیوبندی بریلوی اختلافات کو ہوا دے کر کشیدگی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ بارہا ایسا بھی ہوا کہ دونوں فرقوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف اشتعال انگیز پمفلٹ شائع کئے گئے۔ لطف یہ کہ دونوں پمفلٹوں کی کتابت طباعت حتیٰ کہ کاغذ کی کوالٹی ایک جیسی ہونے کے باعث پتہ چلا کہ یہ

کارستانی کسی تیسری قوت کی تھی۔ شیعہ سنی کشیدگی کو ہوا دینے میں قادیانی جماعت نے جو مذموم کردار ادا کیا ہے وہ اب ڈھکا چھپا نہیں رہا۔ افسوس کہ دونوں متحارب گروپوں کی قیادت نے اس پہلو پر نہ غور کیا اور نہ ہی حکمت و تدبر اور اعلیٰ فراست کا مظاہرہ کیا۔ خدا کرے کہ دشمن اہل سنت کے دو اہم فرقوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب نہ ہو۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے بلاشبہ قادیانی سازش کو بھانپ کر کراچی میں رونما ہونے والے واقعات کے بعد جو قابل قدر کردار ادا کیا ہے قوم کو ان کا احسان مند ہونا چاہیئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے بیان دے کہ قوم پر واضح کر دیا ہے کہ ملک میں دیوبندی بریلوی فرقوں کو آپس میں لڑانے کی سازش قادیانی جماعت کی ہے۔ جس کا سربراہ مرزا طاہر برطانیہ میں بیٹھ کر ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ مولانا نے اسے لارنس آف پاکستان قرار دیا ہے۔ مرزا طاہر پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھنا چاہتا ہے۔ وطن عزیز کی وحدت کو پامال کرنا چاہتا ہے۔ ہم مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کے دو اہم فرقوں کو باہمی تصادم اور خون ریزی سے بچا لیا بلکہ انہوں نے پس پردہ ایک خطرناک سازش کی نشان دہی کر کے اپنے منصب کا حق بھی ادا کیا ہے۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کو صدمہ

حضرت الامیر خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک تعزیتی پیغام میں جمعیت العلماء پاکستان کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کی والدہ کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے پیغام میں فرمایا کہ ان کی پوری جماعت مولانا شاہ احمد نورانی کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی والدہ گزشتہ دنوں 104 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند 'نیک' پرہیزگار اور متقی خاتون تھیں۔ ادارہ لولاک مولانا شاہ احمد نورانی کے دکھ میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور مولانا شاہ احمد نورانی کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

ادارہ

معراج النبی ﷺ

قسط: 2

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

اب آیئے قرآن مجید کی طرف جہاں معراج کا ذکر شروع ہوتا ہے

”سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ہو السمیع البصیر“

آیت مذکورہ بالا رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں نازل کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ کے معراج کے بیان میں ہے جبکہ معراج آپ ﷺ کی ایک فضیلت ہے اور قاعدہ ہے کہ فضیلت کا بیان تعریف کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں کہی گئی ہے۔ ہماری عقل اگرچہ ناقص ہے اور ہماری عقل خداوند کریم کی مصلحت و حکمت پر اعتراض کرنا تو دور کی بات رہی خدا کی مصلحت و حکمت کو ہی نہیں پاسکتی لیکن ایک بات جی میں آتی ہے کہ ایسا ہونا چاہئے تھا چونکہ یہ تعریف کا مقام تھا اس لئے تعریفی کلمات استعمال کئے جاتے۔ اگرچہ ہمارا یہ مقام نہیں کہ لب کشائی کرسکیں اور نہ ہمیں اجازت ہے لیکن ڈرتے ڈرتے ایک بات کہہ دوں کہ یہ تعریف کا مقام تھا اس لئے خدا تعالیٰ کو تعریفی کلمات استعمال کرنے تھے۔

ہماری ناقص عقل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ چاہئے تو یہ تھا کہ خدا تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس مقام تعریف میں تعریفی کلمات استعمال فرماتا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ فرماتا:

”سبحن الذی اسریٰ برسولہ“ یا فرمایا جاتا: ”سبحن الذی اسریٰ بحبیبہ“ لیکن خلاف قاعدہ یہاں فرمایا گیا: ”سبحن الذی اسریٰ بعبدہ“ کیوں بھئی یہ: ”اسریٰ برسولہ“ یا ”اسریٰ بحبیبہ“ کیوں نہ کہا؟۔ ”اسریٰ بعبدہ“ کیوں فرمایا گیا.......... ؟ یہ کیوں فرمایا گیا:

”کمزوری سے پاک ہے اللہ جس نے اپنے بندہ کو سیر کرائی۔“

روز مرہ کا ہمارا مشاہدہ ہے جب کسی کو ندا کرنا مقصود ہو تو مختصر الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن جب کسی کی تعریف کرنا مقصود ہو تو لمبے چوڑے القابات وخطابات کے ساتھ ملا کر نام لیا جاتا ہے جب مجھے بلانا مقصود ہوتا ہے تو یہ کوئی نہیں کہتا: ”خطیب ملت فخر قوم باعث سرمایہ صد افتخار حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری“ بلکہ عام طور پر مجھے صرف مختصر نام لے کر آواز دی جاتی ہے۔ اس کے بالکل بر عکس اسٹیج پر جب کبھی میرا تعارف کرلیا جاتا ہے تو.......... اور پتہ نہیں کیا کیا میرے نام کے ساتھ لگادیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرا نام تقریباً ایک میل دور تک چلا جاتا ہے تو اصل میں بات کیا ہے؟۔ بات صرف اتنی ہے کہ قاعدہ دراصل یہ ہے کہ جب میرے نام کو مختصر طور پر لیا جاتا ہے تو اس وقت ندا مقصود ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ندا میں منادیٰ کا دھیان اپنی طرف مقصود ہوتا ہے اس لئے کم سے کم الفاظ میں اظہار کردیا جاتا ہے جبکہ تعریف کے مقام میں چونکہ تعریف مقصود ہوتی ہے اس لئے اس وقت زیادہ سے زیادہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تعریف کے مقام پر تعریفی کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ میں عرض کررہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آنحضرت ﷺ کی تعریف فرمائی تو تعریفی کلمات استعمال کیوں نہیں کئے؟۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنا ”رسول“ کیوں نہ فرمایا؟ اپنا ”حبیب“ کیوں نہیں کہا؟ اور تعریف کے اس عظیم الشان موقع پر ”اپنا بندہ“ کیوں فرمایا؟۔

(۱)........... تو ایک مقام تو یہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے تعریف کے مقام پر تعریفی کلمات استعمال نہیں کئے۔ آپ ﷺ کو اپنا ”بندہ“ کہا اور فرمایا: ” سبحن الذی اسری بعبده.......... الخ“ ”عجز سے پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندہ کو سیر کرائی۔“ اس مقام پر اپنا ”بندہ“ کہا اپنا ”حبیب“ نہ کہا اپنا ”نبی“ نہ کہا اور نہ ہی اپنا ”رسول“ کہا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟۔

(۲)........... ایک دوسرے مقام پر بھی خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا رسول کہنے کی بجائے اپنا بندہ کہا اور وہ یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے قرآن مجید کے وحی اور منزل من اللہ ہونے پر اعتراض کیا تو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا: ” ان كنتم فى ريب مما نزلنا علىٰ عبدنا فاتو بسورة من مثله “اے مکہ کے مشرکو! اے کفار مکہ اگر تمہیں شک ہے اس پر جو ہم نے اتارا اپنے بندہ پر پس لے آؤ تم ایک سورت اس جیسی۔“

یہاں بھی فضیلت ہی کا ذکر ہے کہ اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ فضیلت کا بیان تعریف میں داخل ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں تعریف فرمائی لیکن اس مقام پر بھی آپ ﷺ کو اپنا ''حبیب'' نہ فرمایا اپنا ''رسول'' نہ فرمایا اور نہ ہی اپنا ''نبی'' کہا بلکہ تعریف کے اس مقام میں بھی آپ ﷺ کو اپنا ''بندہ'' ہی کہا کیا وجہ ؟۔

(۳)......... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو خدا تعالیٰ نے سیدہ حضرت مریم علیہا السلام سے کہا: ''اے مریم فکر نہ کر بچہ پیدا ہو گیا تو غم نہ کر۔ بچہ کو لے کر گھر چلی جا۔ اگر لوگ پوچھیں تو کہہ دینا میں روزے سے ہوں اور بچہ کی طرف اشارہ کر دینا۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریم علیہا السلام انہیں لے کر گھر آ گئیں قوم میں ایک شور مچا کہ کنواری مریم نے بچہ جنا اور لوگ جمع ہو کر ان سے کہنے لگے: '' یا اخت ہارون ماکان ابوك امرا سوء وماکانت امك بغیا'' اے ہارون کی بہن تیرا باپ بھی نیک تھا اور تیری ماں بھی پاک دامن تھی۔ غرض تیرا خاندان تو بہت معزز اور نیک ہے۔ آج تک تیرے خاندان میں سے کسی پر ایک انگلی بھی نہیں اٹھی۔ یہ تو نے کیا غضب کیا۔ یہ برا کام کیا۔

اخت ہارون اس زمانہ میں بنی اسرائیل کے ہاں ایک مشہور محاورہ تھا اور اس عورت کے بارے میں کہا جاتا تھا جس کا خاندان بہت نیک اور معزز ہو۔

''فاشارت الیه'' بی بی مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا: ''قالو کیف نکلم من کان فی المهد صبیا'' انہوں نے کہا کہ ہم اس بچہ سے کیا بات کریں۔ بھلا اتنے سے بچہ نے کبھی بات کی ہے ؟۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً اپنی والدہ کی صفائی میں بولے۔ کیوں بھئی ؟ وہ اپنی والدہ ہی کی صفائی میں بولے نا ؟۔ فرمایا: '' انی عبداللّٰہ '' کیوں بھئی ''اللہ کا بندہ'' کہنے میں ماں کی صفائی کہاں ہوئی ؟۔ اگر ایک عورت نکاح کرے اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اللہ کا بندہ ہوا نا ؟۔ اگر ایک عورت نکاح نہ کرے اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو کیا وہ اللہ کا بندہ نہیں ؟۔ بے شک وہ بھی اللہ کا بندہ ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ جو کہا کہ میں ''اللہ کا بندہ'' ہوں تو ماں کی صفائی تو نہ ہوئی اور جانتے ہو نا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات اپنی طرف سے کہہ رہے تھے یا خدا ان سے کہلوا رہا تھا۔

خدا تعالیٰ ہی ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر رہا تھا۔ اس کے بعد کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اپنے آپ کو''اللہ کا بندہ'' کہہ چکے تو پھر فرمایا: '' اتنی الکتاب وجعلنی نبیا'' کہ اللہ نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے۔

آپ نے بعد میں بتایا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور نبی چونکہ معصوم ہوتا ہے اس لئے میرا نسب صحیح ہے اور میری والدہ معصوم ہیں۔ گویا والدہ کی صفائی خدا تعالیٰ نے بعد میں کرائی پہلے منہ سے کہلوایا: ''انی عبداللہ'' اس کی کیا وجہ کہ مقصود تو والدہ کی صفائی کرنا تھی لیکن پہلے منہ سے اللہ کا بندہ ہونا کہلوایا گیا۔

(۴)............اسی طرح ایک اور مقام پر ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن آپ کو شہید کرنے کی تدبیریں کرنے لگے اور آپ کو پھانسی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر ملی۔ وہ پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا:

'' یعیسٰی انی متوفیك ورافعك الی ۰ ''یعنی اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ فکر نہ کریں میں آپ کو فوت کروں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تسلی دینے کے لئے اپنی طرف اٹھائے جانے کا ذکر پہلے کیا جاتا اور ایک طرح سے دیکھا جائے تو اٹھائے جانے کا کام پہلے ہوا اور وفات دینے کا کام بعد میں ہوگا۔ اس لحاظ سے بھی ترتیب کے پیش نظر رفعت کا ذکر پہلے کیا جاتا اور وفات کا ذکر بعد میں کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ پہلے فرمایا آپ کو وفات دوں گا اور بعد میں فرمایا کہ آپ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اس کی کیا وجہ ہے؟۔

میں حافظ قرآن نہیں ورنہ تو تمام آیات سناتا جہاں ایسے ہی مقامات پر اللہ کا بندہ پہلے کہلوایا ہے اور مقصود کا اظہار بعد میں کیا ہے تو اس کی کیا وجہ؟۔ تمام آیات میں ''اللہ کا بندہ'' کہلوانے کا مطلب دراصل یہ تھا کہ میرا بندہ سن کر مشرک نہ ہو اور شرک سے بچے۔ اب میں ہر ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ وضاحت کردوں:

(۱)............خدا تعالیٰ نے جب معراج کا ذکر فرمایا: ''سبحن الذی اسریٰ بعبده'' تو ممکن تھا کہ لوگ یہ سن کر شک میں پڑ جاتے کہ وہ جو عرش پر گیا ممکن ہے ''عبد'' نہ رہا ہو۔ اس مقام پر پہنچ کر کہیں عبدیت ختم تو نہ ہوگئی ہو تو اس شبہ کے رفع کرنے کو فرمادیا: '' سبحن الذی اسریٰ بعبده'' اور اس طرح بتادیا کہ درجہ خواہ میں کتنا اونچا دے دوں گا لیکن رہیں گے میرے بندے۔ عبدیت سے نہیں نکل جائیں گے۔

(۲)............اسی طرح جب یہ فرمایا کہ ''اس جیسی کتاب لاؤ'' تو فوراً ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اس

جیسی کتاب والا ہونا امکان بشریت میں سے نہ ہو یا اس جیسی مہتمم بالشان کتاب کا حامل کہیں خدا نہ ہو تو فوراً ہی اس شبہ کا بھی رد فرمادیا کہ گو کتاب میں نے سب کتابوں سے زیادہ نرالی اور زیادہ شان والی دی ہے لیکن کتاب لینے والا میرا ہی بندہ ہے۔ اسی طرح اس امر کے پیش نظر کہ جب بچپن میں بولے گا تو لوگوں کے دلوں میں ایک خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ چونکہ پیدا ہوتے ہی بولنا امکان عبدیت سے خارج ہے۔ اس لئے کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہ ہوں تو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرک سے بچانے کا اس قدر اہتمام کیا کہ حضرت مریم علیہا السلام کی پاک دامنی کی شہادت بھی بعد میں دلوائی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ”اللہ کا بندہ“ کہلوایا تاکہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں۔

(۳)............اس طرح شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب آسمان پر اٹھائے جائیں گے تو موت نہیں آئے گی اور موت نہ آنے سے کہیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہ ہوں تو انسانی عقل کو گمراہی سے بچانے کے لئے پہلے ان کی وفات کا ذکر فرمایا اور بعد میں کہیں جا کر انہیں تسلی دی۔ فرمایا! یہودی تجھے مارنے کی تدبیریں کریں گے اور میں تجھے آسمانوں پر اٹھاؤں گا لیکن پہلے یہ ذکر کیا کہ تجھے وفات بھی ضرور دوں گا تاکہ کوئی شخص مشرک نہ ہو جائے۔

ہمارے ہاں جھگڑا صرف ایک لفظ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو بشر کہتا ہے وہ ”موہن رسول“ جو اس طرح کہے وہ ”وہابی“ ہے۔

اب کون پوچھے کہ اچھا بشر نہیں تو تم ہی بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیا ہیں۔ کیا تم ہی بتاؤ ان میں سے کونسی قسم کی مخلوق میں سے ہیں۔ آپ ﷺ فرشتوں میں سے یا جنوں میں سے ہیں۔ اگر ان میں سے نہیں تو کیا نعوذ باللہ! خدا میں سے ہیں یا خدا کا کوئی حصہ؟۔ اگر نہیں تو پھر انسانوں میں سے ہی ہوئے نا اور انسان کو بشر کہتے ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ بشر ہیں یا نور؟۔

ایک دفعہ مسجد میں چند آدمی آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے آنحضور ﷺ بشر ہیں یا نور؟۔ ارے نادانو! یہ بھی کوئی سوال ہے گویا حضور ﷺ اگر بشر ہیں تو نور نہیں اور نور ہیں تو بشر نہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!

ارے! یہ تو ایسا ہی ایک سوال ہے جیسے کوئی مجھ سے پوچھے مولوی جی تو آرائیں ہے یا مسلمان۔ تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں آرائیں بھی ہوں اور مسلمان بھی۔ کیا ہو سکتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور آرائیں

نہیں۔یا آرائیں تو ہوں لیکن مسلمان نہیں۔

میرے بھائی ذات کے اعتبار سے ارائیں ہوں اور مذہب کے اعتبار سے مسلمان۔یا کوئی مجھ سے پوچھے کیوں جی تو آرائیں ہے یا مولوی۔ گویا پوچھنے والے کے نزدیک میں آرائیں ہوں تو مولوی نہیں اور مولوی ہوں تو آرائیں نہیں۔ نہ بھائی میں آرائیں بھی ہوں مولوی بھی۔ ذات کے اعتبار سے میں آرائیں ہوں اور علم کے اعتبار سے مولوی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک موچی سے یہ پوچھے کہ تو موچی ہے یا مسلمان تو کیا یہ ایک مضحکہ خیز سوال نہیں۔ ارے بھائی ہو سکتا ہے وہ پیشہ کے اعتبار سے موچی ہو اور مذہب کے اعتبار سے مسلمان۔ یہ کیا کہ اگر وہ موچی ہے تو مسلمان نہیں اور مسلمان ہے تو موچی نہیں۔ میں کہہ رہا تھا کہ یہ سوال حضور ﷺ نور ہیں یا بشر کتنا بے ہودہ سوال ہے۔ کیونکہ دوسرے الفاظ میں پوچھنے والا کہنا چاہتا ہے کہ آنحضور ﷺ اگر بشر ہیں تو نور نہیں اور اگر نور ہیں تو بشر نہیں۔

آنحضور ﷺ بطور نسل کے "بشر" ہیں اور بطور صفت کے "نور" جس طرح بطور ذات کے میں ارائیں ہوں اور مذہب کے اعتبار سے میں مسلمان ہوں اور میں ارائیں بھی ہوں اور مسلمان بھی تو رسول اللہ ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ آپ ﷺ نور اس لحاظ سے ہیں کہ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو گمراہی کی تاریکیاں دور ہو گئیں اور ہدایت کا اجالا پھیل گیا۔ دیکھو بہت زیادہ اندھیرا ہوتا ہے اور راستہ نظر نہیں آتا تو کہتے ہیں کہ چراغ لاؤ جب چراغ لایا جاتا ہے تو اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور راستہ نظر آجاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو کفر وشرک کا گھپ اندھیرا دور ہو گیا۔ ہدایت کا اجالا پھیل گیا اور اسلام کا راستہ نظر آیا۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ ایک مرتبہ کہیں جارہے تھے کہ راستہ میں دریا آیا۔ ہندو بھی ساتھ سفر کر رہے تھے جب پل پر سے گزرنے لگے تو ہندوؤں نے پانی میں پیسے پھینکنے شروع کر دیئے کیونکہ ان کے ہاں یہ رواج ہے کہ اگر حالت سفر میں کوئی نہر یا دریا یا ندی وغیرہ آجائے تو اس میں پیسے پھینکتے ہیں۔ ہندو پیسے پھینک رہے تھے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

ایک خادم جو سفر میں ہمراہ تھا اس نے عرض کی کہ حضرت یوں تو درود شریف پڑھنا منع نہیں۔ آدمی خواہ کہیں بھی ہو اور کسی وقت بھی پڑھے ثواب ضرور ملے گا لیکن اجازت ہو تو ایک سوال عرض کروں کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ دوران سفر میں آپ نے کہیں درود شریف نہیں پڑھا لیکن یہاں درود

شریف پڑھنے کے کیا معنی ہیں؟۔یہ کونسا موقع تھا۔

جواب میں فرمایا کہ کیا تو سمجھا نہیں؟۔کہنے لگا جی نہیں۔ پھر فرمایا بڑا بے عقل ہے ارے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ ہندو مرد اور عورتیں پیسے پھینک رہے ہیں یہ دیکھ کر میں نے سوچا کہ میں مسلمان ہوں اس لئے پیسے نہیں پھینکتا۔ساتھ ہی ساتھ ذہن میں یہ بات بھی آئی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دنیا میں ہدایت ظاہر ہوئی۔حق اور باطل کا فرق واضح ہو گیا اور اسلام پھیلا تو آپ ﷺ کی برکت سے مجھے ہدایت ملی ورنہ میں بھی انہیں جیسا ہوتا اور پانی میں پیسے پھینکتا۔میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ ﷺ کے دم کی برکت اور آپ ﷺ کے طفیل مجھے ہدایت نصیب ہوئی کہ اسی وقت میں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔صلی اللہ علیہ وسلم!

تو میں کہہ رہا تھا جس طرح بتی سے راستہ نظر آتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کی وجہ سے ہدایت کا راستہ نظر آیا۔بتی سے راستے کی رکاوٹ نظر آجاتی ہے۔راستہ میں اگر کوئی پتھر پڑا ہو وہ نظر آجاتا ہے۔کوئی درخت ہو یا دیوار ہو وہ نظر آجاتی ہے۔راستہ اگر کہیں سے خراب ہو تو نظر آجاتا ہے۔کہیں کوئی گہرا گڑھا ہو یا کیچڑ ہو یا دلدل ہو تو نظر آجاتا ہے۔بتی کی وجہ سے راستہ میں دوسری طرف سے آنے والا آدمی یا کوئی سواری غرض وہ شے نظر آجاتی ہے جس سے ٹکرا کر کسی حادثہ کا احتمال پیدا ہوتا ہو۔اگر بتی نہ ہو تو راستہ میں پڑی ہوئی کسی چیز سے یا راستہ میں دوسری طرف سے آنے والی کسی گاڑی یا آدمی سے ٹکرا جانے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔اسی لئے رات کے وقت بتی کے بغیر سائیکل چلانے والے کا چالان ہو جاتا ہے۔جس طرح بغیر بتی کے گر جانے کا خطرہ ہے اور راستہ سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے بغیر صراط مستقیم سے پھسل جانے کا خطرہ ہے۔

اب یہ بھی سنتے جاؤ کہ "بشر" کسے کہتے ہیں۔بنی آدم کو "بشر" کہتے ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا نام "بشر" ہے۔اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ بشر ہیں۔ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم جیسے گنہگار بھی بشر اور رسول اللہ ﷺ بھی بشر۔یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم بھی بشر اور محبوب کبریا ﷺ بھی بشر تو ایسا کہنے سے کیا رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہوتی؟۔

ارے نادان! اگر تجھے رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ کا پاس ہے تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ آنحضور ﷺ کو بشر مان اور اپنے آپ کو بشر نہ جان تو دین کو نہ بگاڑ بلکہ یہ سمجھ لے کہ رسول اللہ ﷺ بشر

کامل تھے لیکن ہم بشر نہیں۔ اس لئے کہ ہم بشریت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔

جب کبھی پیر صاحب کا اور اپنا فرق مراتب ظاہر کرتے ہو تو کیا تم یوں نہیں کہتے۔ پیر جی تسی تے ایک بندے ہو اسی تاڈنگر ہیں۔ کیوں بھئی پیر کے مقابلہ میں تو تم جانور بن جاتے ہو اور اپنے آپ کو جانور کہلوانا پسند کرتے ہو اور پیر صاحب کو اپنے مقام سے نہیں ہٹاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا اور اپنا فرق مراتب ظاہر کرنا ہو تو تم بدستور اپنے مقام بشریت پر فائز رہتے ہو اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے مقام سے ہٹا دیتے ہو۔ یہ نرالی منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ میرے تیرے مقابلہ میں تو اپنے مقام سے ہٹ جائے لیکن رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں اپنے مقام پر ہی جما رہے۔ میں بتاؤں تو ایسا کر رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو جانور کہلوا اور انہیں مقام بشریت پر رہنے دے کیونکہ قرآن مجید بھی میرے اس دعویٰ کی شہادت دیتا ہے۔ فرمایا: ”اولئك كالانعام بل هم اضل“ تو ہم چونکہ گمراہ ہیں اس لئے جانور ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ ہادی ہونے کی وجہ سے انسان کامل ہیں۔ روزمرہ کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ ہم برے کام کرنے والے کو جانور کہہ دیتے ہیں۔

دیکھو ایک آدمی جب راہ چلتے میں کچھ کھاتا ہے تو ہم اسے بطور فہمائش کہتے ہیں تو بندہ ہے یا جانور۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی خوانچہ فروش کے تھال سے ٹکرا جائے تو وہ خوانچہ فروش اس آدمی سے یہی کہتا ہے ناکہ تو بندہ ہے یا جانور۔

بعینہ اگر کوئی شخص راستہ میں کسی دوسرے آدمی سے ٹکرا جائے تو وہ بھی اسے یہی کہتا ہے کہ تو بندہ ہے یا جانور۔ ان سب حالتوں میں کہنے والے کی مراد یہی ہے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے یا برا کام کیا ہے۔ کیا نتیجہ نکلا؟۔ معلوم ہوا کہ عرف عام میں بھی اچھا کام کرنے والے کو بندہ کہتے ہیں اور اس کے برعکس برا کام کرنے والے کو جانور۔ چونکہ اچھے کام کرنے والے آنحضور ﷺ ہیں اس لئے آپ ﷺ بندہ ہیں: ”عبدہ ورسولہ“ اور چونکہ ہم برے کام کرنے والے ہیں اس لئے ہم جانور ہیں۔

اب کوئی یہ کہے کہ میں بھی بشر وہ بھی بشر تو بھی بشر یہ بھی بشر اور رسول اللہ ﷺ بھی بشر تو فرق مراتب تو نہ رہا؟۔ یہ بشر والی بات سمجھ میں نہیں آتی؟۔

جواب اس کا یہ ہے کہ ایک پتھر تو وہ ہے جو سڑک پر کوٹا جاتا ہے کیوں جی ایک ہزار روپیہ میں وہ کتنے پتھر ملتے ہیں۔ ارے بھائی ایک ہزار روپیہ میں ایک ہزار ٹرک بھر کر مل جاتے ہیں۔ ایک پتھر وہ ہے جو

شاہی مسجد لاہور میں لگا ہوا ہے۔ اس کا ایک ہزار روپیہ میں ایک ہی ٹرک مشکل سے بھرتا ہے۔ لال قلعہ میں جو پتھر لگا ہوا ہے کیوں جی وہ پتھر نہیں۔ وہ بھی ایک پتھر ہے نا۔ اسی طرح تاج محل میں جو پتھر لگا ہوا ہے وہ بھی تو ایک پتھر ہے۔ ایک پتھر بادشاہ کے تاج میں جڑا ہوا ہوتا ہے اس کی قیمت ان سب پتھروں کے مقابلہ میں اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ساری بادشاہی اس کے بدلہ میں دے دی جائے تو بھی قیمت ادا نہیں ہوتی۔ خزانہ میں ہوتا ہے تو اس کی زینت بنتا ہے اور یا پھر بادشاہ کے سر کی سواری کرتا ہے۔ ہوتا تو وہ بھی ایک پتھر ہے لیکن سب پتھروں سے اتنا قیمتی ہوتا ہے کہ ساری سلطنت اس کی قیمت میں ادا نہیں کی جاسکتی۔ جس طرح پتھروں میں سے ایک پتھر وہ بھی ہوتا ہے اور اس کی شان سب سے زیادہ ہوتی ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی خدا کے ہاں بشر ہو کر اس شان والے ہیں کہ ساری خدائی آپ ﷺ پر قربان کر دی جائے تو حق ادا نہ ہو۔ آپ ﷺ بھی بشر تو ہیں لیکن اس قسم کے بشر کہ سورج چھپ جائے تو بھی آپ ﷺ کے آفتاب نبوت پر غروب کا وقت نہیں آتا۔

جس طرح سڑکوں پر کوٹا جانے والا پتھر' شاہی مسجد میں لگا ہوا پتھر' لال قلعہ میں لگا ہوا پتھر' تاج محل میں لگا ہوا پتھر اور کوہ نور ہیرا بھی پتھر لیکن پتھر پتھر میں فرق ہے۔ یہ بھی پتھر یہ بھی پتھر' یہ بھی پتھر وہ بھی پتھر لیکن اس پتھر کی شان ہی نرالی ہے۔ اسی طرح میں بھی بشر تو بھی بشر' یہ بھی بشر اور رسول اللہ ﷺ بھی بشر لیکن بشر بشر میں فرق ہے اور سید البشر کی شان ہی نرالی ہے۔

محمد بشر لیس کالبشر
بل هو یاقوته والناس کالحجر

ایک بات یہاں کہہ دوں وہ جسے ساری دنیا نے کافر کہا اور اس لئے کافر کہا کہ انگریز نے اسے کافر کہا تھا وہی شاہ اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں :

انبیاء نوع دیگراندو سائر بنی آدم نوع دیگر

یہ بھی لٹھا وہ بھی لٹھا لیکن یہ لٹھا اور قسم کا ہے وہ لٹھا اور قسم کا ہے۔ یہ بھی چمڑا وہ بھی چمڑا لیکن یہ چمڑا اور قسم کا ہے وہ چمڑا اور قسم کا۔ یہ بھی سونا وہ بھی سونا لیکن یہ سونا اور قسم کا وہ سونا اور قسم کا۔ یہ بھی ریشم وہ بھی ریشم۔ یہ ریشم اور قسم کا وہ ریشم اور قسم کا۔ تو بشر اور قسم کا ہے حضور ﷺ بشر اور قسم کے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: " سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلاً " عیبوں سے پاک ہے وہ ذات جو

اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی۔

اگر نور تھا تو کیا کمال ہوا نور تو جاتا ہی ہے بلکہ اگر نور ہوتا تو سوال پیدا ہوتا کہ گیا کیوں نہیں ؟۔ کمال تو یہ ہے کہ ہو خاکی اور جائے نوریوں سے بھی اوپر۔ جو نوری تھا وہ اگر فرشتوں میں گیا تو کیا کمال ہوا؟۔ بلکہ نور اگر نہ جاتا تب کمال تھا کہ نوری اب تک گیا کیوں نہیں ؟۔ کمال تو یہ ہے کہ جہاں نوریوں کا سفر تمام ہوا وہاں ابھی خاکی کا سفر جاری ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب سدرۃ المنتہٰی سے گزرے تو دیکھا کہ جبرئیل ساتھ نہیں پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہاں کھڑے تھے۔ سعدیؒ نے کیا خوب اس واقعہ کو نظم کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”دوست دوستوں کو چھوڑا نہیں کرتے تم نے کیوں چھوڑ دیا؟۔ دیکھو آنحضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم چھوڑ گئے اور ساتھ نہ دے سکے بلکہ فرمایا مجھے کیا ہو گیا ؟۔ میرا کیا عیب دیکھا کہ تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا؟۔“

وہ جس طرح تم نے دیکھا ہو گا کہ جب مرغی کے بچے کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تو جب مرغی کے سامنے آٹا ڈالتے ہیں تو وہ بار بار آٹے میں چونچ مارتی ہے لیکن اس آٹے کو کھاتی نہیں کیونکہ اس سے اس کا مقصد اپنے بچوں کو آٹا کھانا سکھانا ہوتا ہے۔ اس طرح بار بار چونچ مار کر گویا وہ اپنے بچوں کو ایک سبق دیتی ہے کہ اس طرح کھایا کرو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر پہنچ کر بھی اپنی امت کو سبق دیا وہ یہ کہ دوسرے کے عیوب پر نظر ڈالنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکا کرو۔ اگر تمہارا کوئی ساتھی یا دوست تم سے بچھڑ جائے تو یہ نہ خیال کرو کہ اس میں کوئی عیب ہے بلکہ پہلے اپنی برائیوں پر ایک نظر ڈالا کرو کہ مجھ میں وہ کونسا عیب ہے جس کی وجہ سے میرا ساتھی چھوٹ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”مجھ میں کیا عیب ہے کہ میں تمہاری رفاقت کے لائق نہیں۔“

جبرائیل امین نے جواب میں فرمایا کہ آپ ﷺ میں کوئی عیب نہیں بلکہ مجھ میں ہی ایک عیب ہے کہ جس مقام پر آپ لے جائے گئے ہیں میں اس مقام کی تاب نہیں لا سکتا۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر میں بال کی نوک جتنا بھی آگے بڑھوں تو جلوہ ربانی کی حدت سے میں جل کر رہ جاؤں۔ (کیوں

بھئی یہ ایک بال ہے تمہارے اندازہ کے مطابق کیا اس کی نوع ایک گز کے برابر ہوگی ؟)

عرض کیا میں آپ ﷺ کے ساتھ آگے کیوں نہیں بڑھا اور میں پیچھے کیوں ٹھہر گیا ؟۔ وجہ صرف یہ ہے کہ نور الٰہی کی تجلی کو برداشت کرنے کی طاقت مجھ میں ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے آگے نہیں بڑھ سکتا اور آپ ﷺ میں تجلیات انوار الٰہی کی برداشت کی طاقت موجود ہے اس لئے آپ ﷺ کا سفر جاری رہے گا۔

میں کہہ رہا تھا کمال اسی میں ہے کہ
ہوں خاکی اور بڑھ جائیں نوریوں سے

اچھی طرح جان لو کہ فرشتے ذات کے اعتبار سے نوری ہیں اور پیغمبر ﷺ صفات کے اعتبار سے نوری ہیں اور یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ ذات کی کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ صفات کی قیمت ہوتی ہے۔

ایک درخت ہے اگر اسے بیچا جائے تو اس کا ایک سودا ہوتا ہے لیکن اگر اسے کاٹ کر بیچا جائے تو ایک اور سودا ہوتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس درخت کی قیمت زیادہ ملے گی یا کاٹ کر بیچنے کے بعد رقم زیادہ آئے گی ؟۔ لازمی امر ہے کہ کٹی ہوئی لکڑی کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر ایک کٹی ہوئی لکڑی کا سودا کیا جائے تو اس کی ایک قیمت ملتی ہے اگر اسے چیر کر بیچا جائے تو اس کی قیمت ایک دوسری ملتی ہے اور کون نہیں جانتا کہ صرف کٹی ہوئی لکڑی سے کہیں زیادہ اس لکڑی کی قیمت حاصل ہوتی ہے جو کاٹنے کے بعد چیری بھی گئی ہو۔ لیکن اگر اس چیری ہوئی لکڑی سے کرسی بنا کر بیچی جائے تو اور بھی زیادہ قیمت ملتی ہے۔ کیوں بھئی جب درخت بیچا گیا تب بھی وہی لکڑی تھی اور جب کرسی بنا کر بیچی گئی تب بھی وہی لکڑی تھی لیکن یہ قیمت کا فرق کیوں ہوا ؟۔ وجہ صرف یہی ہے کہ درخت میں جو لکڑی تھی وہ صرف ذاتی تھی۔ اس میں وہ صفت نہیں تھی جو کٹی ہوئی لکڑی میں پائی گئی۔ اسی طرح کٹی ہوئی لکڑی میں وہ صفت نہیں جو چیری ہوئی لکڑی میں ہے اور کرسی بنی ہوئی لکڑی میں وہ صفت پائی گئی جو چیری ہوئی لکڑی میں نہیں۔ اس لئے ہر مرتبہ قیمتوں میں اضافہ دلالت کرتا ہے کہ ذات کی قیمت نہیں بلکہ صفات کی قیمت ہوتی ہے۔

چونکہ فرشتوں کا نور ذاتی ہے اس لئے ان کا مقام کچھ اور ہے جبکہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا نور صفاتی ہے اس لئے آپ ﷺ کا مقام خدا کے ہاں سب سے بلند ہے۔ فرشتے پہلے ہی سے نوری ہیں اور رسول اللہ ﷺ بنائے گئے نوری ہیں اس لئے فرشتے اس مقام کی تاب بھی نہیں لا سکتے جہاں رسول اللہ ﷺ کا سفر

ابھی جاری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے حامل وحی برتر جبرئیل امین علیہ السلام تم رک کیوں گئے؟۔ چلو آگے بڑھو۔ جبرئیل امین نے عرض کی اگر میں بال کی نوک کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلیات الٰہی سے جل جاؤں۔‘‘

معلوم ہوا کہ ذات کے اعتبار سے جو نور تھا۔ اس کی طاقت ختم ہوگئی لیکن صفات کے اعتبار سے جو نور تھا اس کی ابھی طاقت باقی ہے۔ ذات کے اعتبار سے جو نور تھا وہ اس مقام پر نہیں پہنچا جہاں صفات کے اعتبار سے نور پہنچ گیا۔

کیونکہ قاعدہ ہے کہ ایک لکڑی وہاں نہیں پہنچتی جہاں کرسی پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کرسی صدر ایوب کے محل کے اندر بھی پہنچ جاتی ہے۔ جہاں میں اور تو نہیں جاسکتے۔ میں کہہ رہا تھا کہ جہاں ذاتی نور نہ پہنچ سکا وہاں صفاتی نور پہنچ گیا۔

اب ایک اور مسئلہ عرض کردوں

جب رسول اکرم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے نو مرتبہ چھٹے آسمان سے اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور واپس آئے اور ۵۰ نمازوں میں سے ۴۵ نمازوں کی تخفیف ہوگئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا کیا رہا؟۔ کتنی نمازیں باقی رہ گئیں۔ فرمایا پانچ نمازیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسب سابق فرمایا اپنے تجربہ کی بناء پر میں تمہیں صحیح مشورہ دیتا ہوں کہ تمہاری امت سے یہ بھی نہیں پڑھی جائیں گی۔ اس لئے تم اب پھر خدا تعالیٰ کے پاس واپس جاکر تخفیف کرالاؤ۔ رسول اللہ ﷺ کی شان دیکھئے فرمایا! موسیٰ اب خدا کے پاس بار بار مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

یہ تھی نبی کریم ﷺ کی شان اب ذرا سنئے خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا۔ اے میرے حبیب یہ عجیب بات ہوئی کہ میں نے پچاس کہیں آپ ﷺ نے پانچ کرائیں۔ میرا قاعدہ ہے: ’’ لا یبدل القول لدی ‘‘ میری بات بدل نہیں سکتی جو میں کہہ دوں ہوتا وہی ہے اس سے ادھر ادھر نہیں ہوسکتا اور تیری شان یہ ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ جو تو مانگے میں وہ نہ دوں۔ اب میری بات بدلی نہیں جاسکتی اور تیری درخواست میں واپس نہیں کرسکتا اپنی بات مانوں تو تیری نہ رہے۔ تیری بات مانوں تو اپنی نہ رہے کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ وہ پانچ

پڑھتے ہیں اور پچاس کا ثواب دیتا ہوں۔ تیری بھی رہ جائے اور میری بھی رہ جائے کیونکہ میں اللہ ہوں اور میری کوئی بات بدلی نہیں جاسکتی اور تو حبیب ﷺ ہے تیری درخواست واپس نہیں کی جاسکتی۔ تو نیچے اترتے اترتے تیرے پاس پانچ رہ جائیں اور اوپر چڑھتے چڑھتے پچاس ہو جائیں۔ زمین پر پانچ ہوں اور آسمان پر پچاس ہو جائیں: ’’ ھی خمس وہی خمسون‘‘ تیری بھی رہ جائے اور میری بھی رہ جائے: ’’ لا یبدل القول لدی‘‘ یہاں تک ایک بات یہ بھی ختم ہوگئی۔

اب ایک اور مسئلہ سنئے

آنحضرت ﷺ کے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے لے کر وہ جو اچھا زمانہ ہے نا اس کی بات کر رہا ہوں اپنے زمانہ کی بات نہیں کیونکہ اول تو اس زمانے میں آنے کو جی نہیں چاہتا اور اگر آ بھی جائیں تو جیئے رہنے کو جی نہیں چاہتا اور اپنا پھر اپنا زمانہ ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے۔ کاش میں ایک تنکا ہوتا اور انسان نہ ہوتا۔ اور ایک دفعہ فرمایا کاش میں بکری کا بچہ ہوتا انسان کا بچہ نہ ہوتا تاکہ بڑا ہوکر میں ذبح کر دیا جاتا اور اس زمانہ میں میں زندہ نہ رہتا۔ تو زمانہ زمانہ کی بات ہے نا! میں کہہ رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے لے کر جو اچھا زمانہ ہے اس زمانہ تک ساری دنیائے اسلام کے نزدیک متفقہ طور پر معراج حقیقی ہے مجازی نہیں۔ حقیقتاً معراج ہوا مجازاً نہیں۔ صرف روحانی معراج نہیں بلکہ جسمانی معراج ہوا۔ حالت بیداری میں ہوا خواب میں نہیں۔ جاگتے معراج ہوا سوتے ہوئے نہیں............! معراج مجازی نہیں ہوا بلکہ حقیقتاً آپ اوپر تشریف لے گئے اور جسم مع روح کے گئے روح صرف اکیلی نہیں گئی۔ آپ جاگتے ہوئے تشریف لے گئے سوتے ہوئے نہیں۔ خواب میں نہیں بلکہ حقیقت میں حالت بیداری میں معراج ہوا جس نے معراج کو خواب یا رویا کہا اس نے پیغمبر ﷺ کی توہین کی۔ اب میں یہ بھی بتادوں کہ خواب کس نے کہا؟۔

معراج کو خواب کہا مرزا غلام احمد قادیانی نے۔ خواب کہا سرسید نے۔ خواب کہا نجدیوں نے اور خواب کہا ان لوگوں نے جو فلاسفہ افرنگ کی چمک سے مرعوب ہو چکے تھے اور ان کے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ کاش! وہ لوگ اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہوتے تو روس اور امریکہ کے راکٹ کو ہی دیکھ کر سمجھ لیتے۔ کل تک یورپ کا فلسفہ معراج سے انکار کر رہا تھا اور آج اسی کے کتے اور بندر تک خلاء کی سیر کر آئے ہیں تو وہ یہ سمجھ جاتے کہ ان لوگوں کے راکٹ تو جاسکتے ہیں ان کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنے راکٹ

اوپر لے جائیں اور کیا خدا کے اختیار میں نعوذ باللہ یہ نہیں کہ اپنے حبیب ﷺ کو معراج کرائے۔ لیکن میں تو راکٹ وغیرہ تک کی مثال دینے کو بھی آنحضور ﷺ کی توہین کہتا ہوں۔

آج یورپ کا فلسفہ مانا جاتا ہے۔ پہلے یونان کا فلسفہ مشہور تھا جس طرح آج یورپ کو اپنے فلسفہ کی وجہ سے شہرت حاصل ہے ابھی کل کی بات ہے کہ یونانی فلسفہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ شہرت حاصل رہی ہے لیکن آج اس کا نام ونشان تک نہیں۔

یونانیوں کے نزدیک کسی شے کا اوپر جانا ناممکن تھا ان کا عقیدہ تھا کہ مادہ اوپر جا ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں چار مسئلے پیش کرتے تھے کہ یہ چار چیزیں مادہ کو اوپر جانے سے روکتی ہیں :

نمبر ایک...... ثقل...... نمبر دو...... زمہریر...... نمبر تین...... نار...... نمبر چار...... باد سموم

مسئلہ ثقل

یہ ہے کہ جو وزن دار ہے وہ زمین سے بنی ہے اور جو چیز زمین سے بنی ہے اسے زمین اوپر جانے نہیں دیتی بلکہ اپنی طرف کھینچتی ہے۔ مثال کے طور پر اب یہ اون ہے میں نے اسے اپنے ہاتھ کی طاقت لگا کر اوپر کی طرف دھکیل دیا۔ جب تک ہاتھ کی قوت اس پر عمل کرتی رہی یہ اوپر جاتی رہی لیکن جب میں نے ہاتھ ہٹا لیا تو چونکہ ہاتھ کی قوت کا عمل ختم ہو گیا اور اون آزاد ہو گئی اس لئے اس زمین نے اپنی طرف کھینچ لیا اوپر جانے نہیں دیا یہ تھا مسئلہ ثقل۔

واقعہ معراج پر اشکال پیدا ہوتا تھا کہ ایک انسان جو مٹی سے پیدا ہوا ہے وہ اوپر گیا تو کیسے؟۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دے دیا کہ ”گئے نہیں بلکہ میں لے گیا۔“ اب یہ میرا کوٹ میز پر رکھا ہوا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کل تک یہ آپ ہی آپ اٹھ کر ملتان چلا جائے گا۔ نہیں یہ خود تو نہیں جا سکتا ہاں اگر میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں تو جا سکتا ہے تو اگر کوئی چیز جا نہیں سکتی تو کیا ہوا۔ لے جائی تو جا سکتی ہے نا۔ بس اشکال تو یہی تھا کہ گئے کیسے۔ جواب یہ ہے کہ گئے کب آپ ﷺ تو لے جائے گئے جو چیز جا نہیں سکتی تو کیا وہ لے جائی نہیں جا سکتی۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا گئے نہیں بلکہ میں لے گیا۔ یہاں ثقل ابطال ہو گیا۔

دوسرا مسئلہ زمہریر

یہ تھا کہ زمین سے اوپر کی طرف ایک جگہ ایسی ہے کہ وہاں انتہائی ٹھنڈک پڑتی ہے اتنی سردی کہ

وہاں سے کوئی جاندار چیز نہیں گزر سکتی۔ اگر وہاں کوئی جاندار پہنچے تو جم جائے اس لئے زمین سے اوپر کی طرف کوئی نہیں جاسکتا۔

تیسرا مسئلہ نار

یہ تھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک علاقہ ایسا ہے کہ وہاں آگ ہی آگ ہے اس میں سے کوئی جاندار نہیں گزر سکتا اگر گزرے تو جل جائے۔ اس لئے زمین سے آسمان تک کوئی نہیں جاسکتا۔

چوتھا مسئلہ باد سموم

یہ تھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک جگہ ایسی ہے کہ وہاں زہریلی ہوا چلتی رہتی ہے۔ اگر کوئی جاندار وہاں سے گزرے تو فوراً ہلاک ہو جائے۔ اس لئے وہاں سے بھی کوئی جاندار گزر کر آسمان تک نہیں جاسکتا اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ آسمان بالکل ٹھوس ہے نہ اس میں خرق ہے نہ التیام ہے نہ کوئی شگاف ہے نہ کوئی دروازہ یا کھڑکی ایسی ہے جس میں سے کوئی جاندار گزر کر اوپر چلا جائے۔

بقیہ: مرزا طاہر کا سنجیدہ مذاق

سے پندرہ گنا زیادہ ہونی چاہئے تھی۔ یعنی اگر جمعہ کے دن پہلے ایک سو آدمی بیت الحمد میں آتے تھے تو اب پندرہ سو آنے چاہئیں تھے۔ قادیانی یہ دیکھ رہے ہیں کہ نہ تو تعداد پندرہ گنا ہوئی ہے اور نہ ہی ڈبل ہوئی ہے بلکہ پہلی تعداد کو ہی سنبھالا دینا مشکل ہو رہا ہے مگر عقیدت کے زیر اثر وہ ہر بات کو ماننے کے پابند ہیں۔

مرزا طاہر کا ارادہ یہ نظر آرہا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی دنیا فتح کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ افرا تفری میں تعداد کو بڑھا کر بتا رہا ہے۔ کیا آئندہ پانچ سال میں ہندوستان کے تمام ہندوں قادیانی ہو جائیں گے؟۔ کیا چین کی ایک ارب آبادی قادیانی ہو جائے گی؟۔ کیا سعودی عرب' ایران اور دیگر اسلامی ریاستیں قادیانی ہو جائیں گی؟۔ اگر یہ نہیں ہوں گی تو تعداد کہاں سے پوری ہو گی؟۔

قادیانی حضرات کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ پاکستان کی تمام جماعتوں میں یہ ٹارگٹ پورا نہیں ہو رہا تو کل ٹارگٹ کے پورا ہونے میں کمی ہونا چاہئے تھی۔ دوسری بات یہ کہ برطانیہ میں بھی ٹارگٹ پورا نہیں ہو رہا۔ ان دونوں باتوں سے ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ ان علاقوں کے لوگ جماعت کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے ان کی "اصل حقیقت" کو جان گئے ہیں۔ اس لئے اس جماعت کو وہ قطعاً قبول نہیں کرتے۔ افریقہ کے غریب اور پسماندہ لوگ صرف اپنی ناسمجھی کی وجہ سے قابو آرہے تھے۔

قسط نمبر: 1

سیرت النبی ﷺ

تحریر: ڈاکٹر محمد امجد

این جی اوز اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں

جمعیت علمائے ہند کے صدر مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ کا معرکۃ الاراء خطاب

جامعہ مدنیہ کریم پارک میں حضرت اقدس نے اپنی تشریف آوری پر حاضرین کی ایک بہت بڑی تعداد سے خطاب فرمایا جو کہ پیش خدمت ہے۔

ادارہ

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم!

صدر محترم بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے سارا عالم پیدا کیا ہے۔ مخلوقات میں سب سے زیادہ شرافت انسان کو عطا کی ہے۔ اسی لئے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر: ”والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین“ پورے زور سے قوت سے فرمایا ہے: ”لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم“ البتہ تحقیق ہم نے انسان کو سب سے بہتر معیار پر بنایا ہے۔ انسان سے زیادہ شرافت اللہ نے کسی چیز کو نہیں دی۔ اللہ نے انسان کو مخدوم اور جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے تمام چیزوں کو انسان کا بیگاری خادم بنایا ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا:

” الم تروا ان اللّٰہ سخر لکم مافی السموات ومافی الارض“ اے لوگو! تم نے دھیان نہیں دیا توجہ نہیں کی غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ”مافی السموات ومافی الارض“ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے تمام چیزوں کو تمہارے لئے مسخر اور خادم بنایا ہے تم پورے عالم کے مخدوم ہو اور

پورا عالم جو کچھ بھی زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب کا سب تمہارا خادم ہے اور نوکر نہیں‘ مزدور نہیں‘ غلام نہیں‘ بیگاری نہیں‘ مسخر سب سے کم درجے کا خادم جس کا کوئی حق نہیں۔ نہ تنخواہ کا‘ نہ مزدوری کا‘ نہ ضروریات کی کفالت کا‘ کچھ مطالبہ نہیں تم سے۔ چاند تمہارا خادم‘ سورج تمہارا خادم‘ ہوائیں تمہاری خادم‘ ستارے تمہارے خادم‘ بادل تمہارے خادم‘ یہ ندیاں‘ نالے دریا‘ سمندر تمہارے خادم ہیں۔ یہ تمام درخت گھاس پات یہ تمام جانور جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے اللہ کہتا ہے تم نے غور نہیں کیا یہ سب کچھ تمہارا بیگاری خادم ہے۔ اللہ نے فرمایا:

”واسبغ علیکم نعمه ظاهرة وباطنة“ اللہ تعالیٰ نے تم پر (انسانوں پر) ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی ان گنت انمول نعمتیں برسا دیں۔ اس دنیا میں آنے سے پہلے کیسا وطن‘ کیسی جگہ‘ کس کس چیز کی ضرورت کچھ پتہ نہیں‘ کسی نے ہم کو بتایا نہیں۔ ہماری طرف سے کسی نے خریدا نہیں تھا۔ ادھار نہیں لیا تھا۔ مانگا نہیں تھا کچھ پتہ نہیں نہ ہم میں سے‘ نہ کسی اور نے نہ ماں نے نہ باپ نے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ظاہری اور باطنی ماں کے پیٹ میں آنکھیں دیں اندھا نہیں بنایا۔ کان دیئے بہرا نہیں بنایا۔ زبان دی گونگا نہیں بنایا۔ سینکڑوں کاموں کے لئے ہاتھ دیئے لولا نہیں بنایا۔ سینکڑوں کاموں کے لئے پاؤں دیئے لنگڑا نہیں بنایا۔ عقل اور سمجھ دی پاگل نہیں بنایا دیوانہ نہیں بنایا۔ کوئی ہمارا نہ ہوتا ہم کسی کے نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی ظاہری یہ سب وہ نعمتیں ہیں جن کو چھو کر دیکھ کر سن کر پتہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اصل نعمتیں وہ ہیں جو باطنی ہیں۔ جو ان نعمتوں سے ہزاروں درجہ زیادہ قوی ہیں اور بڑی ہیں اور اصل ہیں۔ وہ روحانی نعمتیں ہیں بہر حال میں تفصیل میں نہیں جاتا یہ تمام نعمتیں دے کر ہم کو سارا عالم دے کر تھوڑے دنوں کے لئے بھیجا ہے۔ زندگی اس دنیا کی اصلی نہیں ہے عارضی ہے۔ آج تک اس عالم میں ایسا کوئی فرد پیدا ہی نہیں ہوا جو چھوڑ کر نہ جائے جو بھی آیا ایک نہ ایک دن چلا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عرصہ تک کام کرتے رہے۔ ملک الموت آیا اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آپ کو لے چلوں۔ پوچھا مجھ کو لے جاؤ گے۔ بہت زور سے ایک چپت مارا۔ اللہ سے عرض کیا یہ تو بہت خفا ہیں چپت مار دیا۔ اللہ نے کہا جاؤ ان سے کہو کہ جانور پر ہاتھ رکھ دیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے سال ان کو اور موقع دے دیا جائے گا۔ ملک الموت نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ جانور پر ہاتھ رکھ دیں آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آجائیں گے اتنے سال آپ اور رہ لیں۔ پھر کیا ہے وہی

ہوگا جو ہونے والا ہے۔ چلنا ہی پڑے گا تو بھئی ابھی لے جاؤ تو ایسا کوئی انسان جو اس دنیا میں آئے اور نہ جائے ہم اس دنیا میں رہتے رہتے جہالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک جہالت تو یہ ہے کہ اس بدن کو زندگی کے تمام مرحلوں میں استعمال کرتے کرتے اسی کو آدمی سمجھنے لگتے ہیں یہ دھوکہ لگتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ بدن ایک نہ ایک دن انسان اس سے نکل جائے گا اور یہ فنا ہو جائے گا۔ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائے گا تو جس کو آج تک آدمی سمجھ کر پوجا تھا اور غلامی کی تھی اللہ کو چھوڑا تھا حضور ﷺ کو چھوڑا تھا آخرت کو نظر انداز کیا تھا اس کی غلامی کی تھی وہ فنا ہو گیا اب کیا رکھا ہے۔ یہ دونوں عقیدے اسلام کے خلاف ہیں اور دنیا کی محبوبیت اور اس کے غلبہ کے نتیجے میں یہ خباثت اور گمراہی پیدا ہوتی ہے۔ یہ انسان بدن نہیں ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے ایک بڑی نعمت نعمتوں کا مجموعہ یہ بدن دیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے دیکھتا ہے 'سنتا ہے 'بولتا ہے 'لکھتا ہے 'پڑھتا ہے 'چلتا ہے 'پھرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

زندگی کے سارے کام کرتا ہے 'کھیتی ہے 'تجارت ہے 'صنعتیں ہیں اور دوسرے کام سب بدن کے ذریعہ سے ہوتے ہیں لیکن یہ بدن انسان نہیں۔ انسان کی دنیا کی ضرورتوں کے لئے اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ جیسے جوتا کنکر پتھر شیشہ کیل کوئی اور چیز گندگی وغیرہ اس سے بچنے کے لئے جوتا پہنا جاتا ہے تاکہ اس سے حفاظت ہو بچت ہو لیکن وہ جوتا لاکھوں کا بھی ہو تو انسان نہیں ہے۔ غرض کے لئے عارضی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ سردی کے زمانے میں گرم کپڑے کتنے ہی قیمتی ہوں آدمی نہیں ہیں۔ گرمی کے زمانے میں کیسے ہی شاندار کپڑے ہوں آدمی نہیں ہیں۔ برسات میں چھتری کتنی ہی ضروری اور مفید ہو لیکن آدمی نہیں ہے۔ کار ہے کیسی ہی قیمتی ہو پچاس لاکھ کی ہو دس لاکھ کی ہو آدمی نہیں ہے۔ کسی کی بہت اہمیت اور قدر وقیمت ہونے کی وجہ سے کسی بھی چیز کو آدمی بنا دو یہ صحیح نہیں ہے۔ آدمی تو یہ الگ چیز ہے۔ اسی طریقہ سے دنیا کی زندگی کے استعمال اور ضرورت پورا کرنے کے لئے اللہ نے یہ بدن دیا ہے۔ یہ آدمی نہیں ہے۔ ایک دن آئے گا انسان کو اس بدن سے نکال کر آخرت میں بھیج دیا جائے گا۔ ہر مرد و عورت 'بچہ بوڑھا 'جوان 'مومن کافر سب کو جانا ہے تو یہ بدن جب اس میں سے انسان کو نکال دیا جائے گا فنا ہو جائے گا ختم ہو جائے گا۔

اگر یہی بدن انسان ہوتا تو وہی آنکھیں موجود ہیں۔ پیدائش سے آج تک دیکھتی رہیں آج کیا ہو گیا یہ دیکھتی نہیں۔ وہی کان موجود ہیں کیا ہو گیا سنتے نہیں۔ وہی زبان موجود ہے خوشامد کرو ٹکڑے ٹکڑے کر دو ایک لفظ نہیں بولتی۔ تو سارا بدن بالکل بے کار۔ روح تھی تو سب چار چاند لگے ہوئے تھے۔ کمالات ہی

کمالات' خوبیاں ہی خوبیاں اور ادھر جان گئی تو ادھر ساری انسانیت کی باتیں ایک سے لے کر ہزار تک لاکھ تک ساتھ ساتھ چلی گئیں۔ تو روح کے ساتھ سب کچھ تھا اس کے ساتھ سب کچھ چلا گیا۔ کوئی بات انسانیت کی اس انسان کے بدن میں باقی نہیں رہی۔ اس لئے اس بدن کو انسان ماننا بہت بڑا گناہ اور جہالت ہے۔ یہ ایک عارضی چیز ہے استعمال کے لئے دی گئی ہے اللہ کی نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے لیکن انسان نہیں ہے یہ بدن فنا ہو جائے گا۔ لیکن انسان فنا نہیں ہوگا اس بدن سے نکال کر اس کو آخرت میں بھیج دیا جائے گا۔ ہر آدمی کو موت کے بعد آخرت میں جانا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"الموت جسر یوصل الجیب الیٰ الجیب" حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ موت ایک پل ہے' دریا پر' ندی پر' پانی پر' اس پار سے اس پار' اس پار سے اس پار آنے جانے کے لیے پل بنایا جاتا ہے۔ تو یہ موت بھی پل ہے جو انسان کو اس دنیا سے آخرت میں اللہ کے دربار پہنچا دیتا ہے۔ اتنا ہی کام ہے موت کا: "یوصل الحبیب الی الحبیب" اس دنیا سے بدن نکال کر اللہ کے دربار میں پہنچا دینا ہے۔ اس نکل مکانی سے دنیا میں اگر کسی کو زندگی نصیب ہو سو دن سو برس لیکن آخرت کی زندگی ہر انسان سینکڑوں برس میں' ہزاروں برس میں' لاکھوں برس میں ختم نہیں ہوگا۔ نہ پھر کسی آدمی کو اس دنیا میں آنا ہوگا' نہ کسی اور تیسری دنیا میں جانا ہوگا اور نہ پھر کبھی موت آئے گی۔ ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے پاس آخرت میں زندہ رہنا ہوگا۔ آخرت جہاں ہر انسان کو جانا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ وہاں آرام' چین' راحت' عیش' سکھ' جنت اللہ کی رحمت اور نعمتیں حاصل ہوں گی۔ مغفرت ملے گی اور اس کی آخرت کی زندگی میں خدا کا غضب اس کی لعنتیں جہنم بردباری' مصیبت نہ اٹھانی پڑے۔

اللہ یہ کہتا ہے کہ اس کا راستہ ایک ہے دوسرا نہیں۔ حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے کوئی راستہ رہا ہو الگ۔ حضور ﷺ کے آنے کے بعد سب کینسل ہو گئے۔ اب تو وہی ایک راستہ ہے جس کو اللہ نے بتایا ہے اور حضور ﷺ نے سمجھا کر کے دکھایا اس کو دین اسلام کہتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا قرآن میں: "ان الدین عنداللہ الاسلام" وہ راستہ جو اللہ قبول کرے گا' نجات دلائے گا' کامیابی ہوگی۔ وہ صرف اسلام کا راستہ ہے۔ اللہ نے فرمایا قرآن میں: "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین" اگر کوئی آدمی اسلام کے علاوہ کسی راستے کو اختیار کرے' عیسائی ہو جائے' یہودی ہو جائے' بدھیئت ہو جائے' پارسی ہو جائے' سناتن دھرمی

ہو جائے‘ آریہ سماجی ہو جائے‘ جینی ہو جائے‘ قادیانی ہو جائے‘ شیعہ ہو جائے حضور ﷺ کے راستے پر نہ رہے ہرگز ہرگز کوئی طاقت اللہ سے اس کو منوا نہیں سکتی۔ ہرگز نہیں مانا جائے گا۔ عالم میں ایسی کوئی طاقت نہیں جو اللہ سے کسی دوسرے راستے کو منوالے ایک ہی راستہ ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ ہے تو اس دنیا میں اگر نجات حاصل کرنی ہے اور آخرت بھلی ہو تو اس کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ شریعت کا دین کا اسلام کا راستہ ہے اس پر چلو گے تو بھلائی ملے گی اور اس پر نہیں چلو گے تو بربادی اور ہلاکت ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ جسم انسان نہیں ہے فنا ہو جائے گا۔ انسان کو اس سے نکال کر آخرت میں بھیج دیا جائے گا۔ اس کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ ہم دنیا میں سب جانتے ہیں کہ ایک دن جائیں گے ایسا کوئی آدمی نہیں جو موت کو ماننے کو تیار نہ ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک یہ نہیں ہوا۔ جانا سب کو ہے لیکن اس سب کے باوجود دنیا کی کشش چمک دمک اور خواہشات کا غلبہ اور دنیا کی مقصودیت لوگوں پر غالب ہو جاتی ہے اور اللہ سے اور اللہ کے رسول ﷺ سے تعلق یا رہتا نہیں یا خراب ہو جاتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں محرومی ہے تو یہ بات جب طے ہے کہ جانا ہے اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا ہے تو اس دنیا کی زندگی کو اللہ پر ایمان سچا لاکر حضور ﷺ پر ایمان سچا لا کر اس طریقے سے گزارنا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ حکم دیتے ہیں یہ بہت ضروری ہے اور اس طریقہ کی مخالفت بربادی ہے۔ اس لئے شریعت کے راستے کو اپنانا چاہیے۔

بھائیو! اللہ نے سارا عالم بنایا ساری نعمتیں عطا فرمائیں ظاہری اور باطنی اور اس کے ساتھ یہ کرم فرمایا کہ خود راستہ بتلایا کہ یہ کرو یہ نہ کرو اور یہ حکم کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی درخت‘ کسی پہاڑ یا کہیں اور اللہ نازل فرمادیتا تو اس کو کون دیکھتا کون پڑھتا اور کون سمجھاتا کون کر کے دکھاتا۔ اللہ نے اپنی مہربانی سے انبیاء کرام خصوصاً تمام انبیاء کرام کے سردار سید الاولین والآخرین اللہ کے سب سے بڑے محبوب اور آخری نبی آقائے نامدار سرکار دو عالم ﷺ کو اپنا دین دے کر بھیجا اور حضور ﷺ کو اس بات کا پابند کیا ڈیوٹی مقرر کی کہ آپ ہمارے بندوں کو ہمارا راستہ بتلائیں اور جہنم سے بچانے کی کوشش کریں۔ اللہ نے آپ کو تمام عالم میں سب سے بہترین اعلیٰ درجے کی حیات مبارکہ عطا فرمائی۔ خود حضور ﷺ فرماتے ہیں:

”کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین“ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہو رہی تھی بنایا جا رہا تھا اور مٹی پانی اور کیچڑ کی شکل میں تھے۔ کوئی انسان پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس وقت بھی عالم ارواح میں میں مقام

نبوت پر فائز تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کچھ لوگوں نے پوچھا۔ حضور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے کچھ بتلائیے۔ ہم نے حضور ﷺ کی زیارت نہیں کی۔ وہ کہنے لگیں: "کان خلقه القرآن" اگر آپ کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھنا ہو قرآن کی تلاوت کرو۔ جو اللہ نے چاہا ہے مطالبہ کیا ہے۔ بتایا ہے۔ وہ جیتی جاگتی صورت میں حضور ﷺ ہیں۔ تو اللہ نے آپ کو دنیا میں بھیجا اور کمالات سے بھرپور زندگی عطا فرمائی۔ آپ دنیا میں یتیم تشریف لائے آپ کے والد کا انتقال حضور کی ولادت باسعادت سے پہلے ہو گیا تھا اور چھ سال کی عمر میں والدہ کا انتقال ہو گیا۔ آٹھ سال کی عمر میں دادا کا انتقال ہو گیا۔ دنیا میں کوئی رشتہ جو بچپن کی عمر میں تربیت دے' سکھائے' پڑھائے' بتائے اللہ نے نہیں چھوڑا سب کو اٹھالیا تو چچا ابو طالب نگران ہوئے کثیر العیال ہیں خاندان بڑا ہے کنبہ اور سرداری کی ساری ذمہ داریاں مکہ بھر کی ان پر ہیں اور وہ تجارت کے لئے وقت اور فرصت جتنی ہونی چاہئے وہ نہیں پاتے جھگڑوں میں معاملات حل کرنے میں لوگوں کے قصے نمٹانے میں سارا وقت گزر جاتا ہے۔ لہٰذا تنگی ترشی سے گزر ہوتا ہے جب تنگی ترشی سے گزر ہوتا ہے سب جانتے ہیں اس بات کو اور حضور بھی جانتے ہیں۔ حضور نے اسی آٹھ برس کی عمر میں جب دادا کا انتقال ہوا اپنا بوجھ چچا پر نہیں پڑنے دیا۔ آپ جنگل تشریف لے جاتے اور بکریوں کو چراتے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ تربیت کے لئے اللہ کو بکریاں چروانا پسند ہے اور مثال دی ہے کہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو بڑے قوی اور بڑے صاحب جلال تھے۔ قبطی کے گھونسہ مار دیا تو وہ مر گیا تھا تو اللہ نے تربیت دی۔ بکریاں چروائیں اور امتحان لیا کہ برسوں کے بعد اپنی ذاتی بکریوں کا غلہ لے کر چلے۔ ایک بکری غلہ سے نکل کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ بیوی بچے ساتھ ہیں اور بکری بھاگی تو پکڑنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام دوڑے۔ بکری دوڑ کر جہاں کھڑی ہوئی جب یہ وہاں پہنچے پھر دوڑ پڑی۔ صبح سے دوپہر' دوپہر سے شام کر دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سارے دن اس بکری نے دوڑایا۔ جب شام ہو گئی تو بکری ہاتھ آگئی۔ اپنی بکری تھی کسی دوسرے کا مال نہیں تھا۔ ذبح کر دیتے۔ ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ لیکن تربیت ہو چکی تھی۔ وہ قبطی کو گھونسہ مار کر قتل کر دینے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اب تربیت ہو چکی ہے تو اس بکری کو جب پکڑا تو اس کے پاؤں دبانے شروع کئے۔ سارا دن ہو گیا تو تھک گئی ہو گی۔ لا تیرا پاؤں دبادوں بیٹھے ہوئے بکری کے پاؤں دبا رہے ہیں کہ سارا دن تجھے دوڑنا پڑا ہے تو تھک گئی ہو گی۔ اپنی تھکن کا خیال نہیں اور بکری کے پاؤں دبا رہے ہیں۔

تب وہ روشنی نظر آئی طور پر اور وہ تشریف لے گئے اہلیہ کو درد زہ ہو رہا تھا کہ کچھ آگ لائیں اور گرمی ہو۔ تب وہاں آپ پر وحی نازل ہوئی۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ بکری ایسا جانور ہے کہ سب جانوروں میں سب سے زیادہ چنچل ہے۔ ایک حالت پر پانچ منٹ رک نہیں سکتی اور آپ بھینس کو اونٹ کو جیسے چاہو مارلو بکری کو آپ اگر زور سے غصہ میں ماردیں گے تو اپنا ہی نقصان ہوگا۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائے گا تو نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بکریاں چرائیں۔

بچپن کی عمر میں دودھ پینے کی عمر میں جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ لا کر آپ کی والدہ کو دے گئیں تو وہاں دادا موجود تھے۔ تب قحط پڑا مکہ میں بارش نہیں ہوئی۔ کنوئیں خشک ہوگئے۔ پینے کے لئے پانی نہیں۔ کھیتیاں سوکھ گئیں۔ باغات سوکھ گئے۔ لوگوں کو دودھ کا ایک قطرہ نہیں ملتا۔ جانور مرے جارہے ہیں تو حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے یہ ارادہ کیا کہ اللہ سے رحم کی دعا کریں۔ جب چلے تو حضور کو ساتھ لے لیا دعا کرنے کے واسطے اور جب دعا شروع کی تو حضور کو ہاتھوں میں اٹھالیا اور آسمان کی طرف بلند کر کے کہا کہ الہ العالمین! ہم بہت پریشان ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے کہ کھیتیاں سوکھ گئیں۔ باغات خشک ہوگئے۔ کنوئیں اتر گئے۔ پانی نہیں ہے۔ جانور بھوکے پیاسے مر رہے ہیں۔ ہم میلوں سے پانی لاتے ہیں تو اپنی جان بچاتے ہیں۔ پینے کے لئے چند قطرے نصیب ہوتے ہیں۔ ہم پر رحم فرما۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ یہ بچہ آپ کو بہت پیارا ہے۔ ہم ان کے طفیل میں بھیک مانگتے ہیں کہ بارش برس جائے اور یہ خشک سالی دور ہو جائے۔

حضور کا بچپنا ہے۔ آٹھ سال پورے نہیں ہوئے۔ دادا حضور کے طفیل میں اللہ سے رحم طلب کررہے ہیں۔ دعا ختم نہیں ہوئی۔ بادل آیا' پھیلا اور بارش شروع ہوئی اور خشک سالی ختم ہوئی۔

حضرت حلیمہؓ جو کہ بنو سعد کے قبیلے کی عورت تھی۔ جب حضور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ گئے تو وہ حضور سے ملنے مدینے آئیں۔ حضور نے اپنی رضاعی ماں کا بہت اعزاز فرمایا۔ فوراً اپنی چادر بچھادی۔ اماں اس پر بیٹھو اور خاطر تواضع سب کچھ کیا۔ انہوں نے ایک سوال کیا۔ کہنے لگیں کہ دنیا کے بچے ہوتے ہیں عورتیں جس طرح رکھتی ہیں رہتے ہیں لیکن میں نے دودھ پلانے کو پورے زمانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا قصداً اور بلا ارادہ کہ دونوں طرف سے دودھ پلاؤں کبھی آپ نے بائیں طرف سے دودھ نہیں پیا۔ صرف ایک داہنی طرف سے جب بھی کوشش کی مجھے ناکامی ہوئی۔ بائیں طرف سے کبھی نہیں پیا۔ سمجھ میں نہیں آتا ایسے تو

کسی بچے کو دیکھا نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ بات تو کھلی ہوئی ہے۔ آپ کے دودھ میں میرے ساتھ آپ کے بیٹے شریک تھے۔ اس لئے میں نے بائیں طرف کا دودھ ان کے لئے اور دائیں طرف کا اپنے لئے تقسیم کر لیا اور پھر کچھ بھی کوشش کی ہو ہزار کوشش کی ہو کبھی اپنے بھائی کے حصہ میں ایک گھونٹ میں نے نہیں پیا۔ اپنے ہی طرف داہنی طرف سے پیا ہے جو اپنے بھائی کے ساتھ انصاف نہ کر سکے وہ دنیا میں کیا انصاف پھیلائے گا۔ مجھ کو اللہ نے ظلم مٹانے انصاف پھیلانے کے لئے بھیجا ہے۔

اس طریقہ سے عمر شریف کے سارے زمانے بالکل کھلے کھلے کمالات سے بھرپور بچپن کا زمانہ ہے۔ مکہ میں گرمی میں آگ برستی ہے۔ وہاں کی گرمی کا اندازہ جس نے گرمیوں میں دیکھا ہو وہی بتا سکتا ہے۔ دو دو گز تک جیسے تو الاؤ ہو جائے فضا میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح وہاں پتھروں سے گرمی کی لپٹیں ارتعاش پیدا کرتی ہیں۔ حضور اس گرمی میں دوپہر ننگے پاؤں چلے آ رہے ہیں۔ کہیں سے حضور کے رشتے کا چچا عمر ابن ہشام ابو جہل آ رہا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ننھے بھتیجے یتیم ننگے پاؤں اس گرمی میں چلے آ رہے ہیں۔ اپنے اونٹ کو بٹھالیا اور حضور سے کہا کہ آؤ میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ وہ اونٹ ابو جہل' عمر ابن ہشام کا پالا ہوا اپنا اونٹ تھا۔ اشاروں پر سب کام کرتا تھا۔ اس وقت وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ اونٹ نہیں چلتا۔ مار اڑانا اونٹ نے گردن زمین پر رکھ دی۔ مجبور ہو کر حضور کو اتار دیا تو اونٹ چلنے لگا۔ پھر سوار کیا۔ پھر نہیں چلتا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اے چچا اگر تم مجھے اپنے آگے سوار کر لو تو اونٹ چلنے سے انکار نہیں کرے گا۔ چنانچہ ابو جہل نے حضور کو آگے بٹھالیا پھر اونٹ عادت کے مطابق اشارں پر چلتا چلا گیا۔

اللہ نے کھول کر بتایا کہ تیرا یہ جانور تجھ سے زیادہ حضور کو پہچانتا ہے۔ تو گمراہ ہے تو ادب نہیں کر سکتا اور یہ جانور حضور کی توہین کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس طرح حضور کا بچپن گزرا۔ دادا کا انتقال ہوا اور بلوغ شروع ہونے والا تھا۔ بچپن گزر رہا تھا تو ابو طالب تجارت کے لئے گئے شام۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضور سے کہا کہ مکہ میں بہت گرمی ہے شام میں موسم ٹھنڈا ہوگا۔ تم ٹھنڈک میں وقت گزار لینا ہم تجارت کر لیں گے۔ حضور کو لے کر گئے۔ راستے میں جب شام کے بارڈر پر پہنچے تو وہاں ایک راہب بحیرا نامی ملا۔ اس نے ابو طالب سے کہا کہ آپ مسافر ہیں۔ آج ہمارے ساتھ کھانا کھا لیجئے۔ مسافر کو کیا چاہئے پکا پکایا کھانا مل جائے سبحان اللہ! عید ہو جائے۔ انہوں نے فوراً منظور کر لیا۔ وقت آیا حضور کو لے کر پہنچے کھانے کے وقت۔ تو اس نے کہا کہ کھانا تو تقریباً تیار ہے۔ ابھی آ جائے گا۔ لیکن میں نے جو آپ کی دعوت کی ہے وہ کھانے کے لئے

نہیں کی۔ایک اہم بات آپ کو بتانی ہے۔ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ کے آخری نبی آنے والے ہیں اور یہ وعدہ لیا ہے کہ جب وہ آئیں ان پر ایمان لانا۔ان کا ساتھ دینا۔قوم ان کو ستائے گی۔تم انہیں چھوڑنا مت اور علامتیں بتائیں۔وہ ساری علامتیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتلائی ہیں وہ سب اس بچے میں پائی جاتی ہیں جو آپ کے ساتھ ہے۔یہ اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔آپ ان کو شام نہ لے جایئے۔یہیں بارڈر پر تجارت کیجئے۔چیزیں خریدیں اور ان کو لے کر مکہ چلے جایئے۔شام کے یہودی نصرانی تمام علامتوں کو حفظ کئے بیٹھے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ آخری نبی ہم میں ہوں گے اور ہم دنیا پر غالب ہوں گے۔جب وہ یہ دیکھیں گے کہ نہ عیسائیوں میں اور نہ یہودیوں میں بلکہ مکہ کے مشرکوں میں اللہ کے نبی پیدا ہوگئے۔حسد ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ قتل کرنے کی کوشش کریں۔اس لئے آپ ان کو لے کر شام مت جایئے۔

چنانچہ ابو طالب نے بحیرا کی نصیحت کو مانا اور وہیں تجارت کر کے حضور کو لے کر واپس آگئے مکہ مکرمہ۔اس طرح آپ کا بچپن گزرا اور جوانی شروع ہوئی۔آپ کے اخلاق حسنہ۔آپ کی سچائی۔آپ کی امانت داری۔آپ کی مہمان نوازی۔مظلوموں کا ساتھ دینا۔حق کا ساتھ دینا۔لوگوں کی مدد کرنا۔اپاہجوں کی' بوڑھوں کی' بیواؤں کی' یتیموں کی' سرپرستی اور خدمت کرنا۔بوڑھوں کو پانی بھر بھر کر پہنچانا۔بازار سے ان کے سامان خرید کر کے لاکر کے دینا۔ان کے کھانے' ان کے دوا' ان کی سہولتوں کا انتظام کرنا۔یہ روزمرہ کا عام لوگوں کے ساتھ حضور کا معاملہ تھا۔

ان چیزوں کی وجہ سے جس طرح حضور کو اسم گرامی سے پہچانا جاتا تھا۔اس طرح اگر کوئی مکہ میں داخل ہوکر کہتا۔صادق کون ہے تو حضور پہچانے جاتے۔لوگ حضور کے پاس پہنچادیتے۔اس طرح آپ کے کمالات گھر گھر ایک ایک آدمی کے منہ پر بیالیس برس کی عمر تک سب حضور کے کمالات کے معترف تھے۔حالانکہ وہ قبائلی لوگ تھے۔برسوں لڑا کرتے تھے۔ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے تھے۔لیکن دو فریق ہیں۔تلواریں نکلی ہوئی ہیں۔ابھی لڑائی شروع ہو جائے گی۔لیکن حضور درمیان میں کھڑے ہوگئے۔اسی وقت تلواریں نیام میں داخل ہوگئیں۔بڑا منصف آیا۔اب ظلم نہیں ہوگا۔جھگڑا ختم ہوگیا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال کمالات سے بھرپور زندگی عطا فرمائی۔آپ کی سچائی امانت داری کا شہرہ گھر گھر تھا۔(جاری ہے!)

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود

نصاب تعلیم سے قرآنی آیات کا اخراج

وزارت تعلیم نے نویں دسویں کلاس کے نصاب سے ناظرہ قرآن مجید کا حصہ خارج کردیا ہے۔ دینی حلقوں کی جانب سے وزارت تعلیم کے اس ناروا اقدام پر احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ نظریاتی کونسل کے ارکان نے بھی نصاب سے آیات قرآنی کے اخراج پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ وزارت تعلیم کی مذموم کارروائی کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ جن آیات قرآنی کو نکالا گیا ہے وہ عقیدہ جہاد اور یہود ونصاریٰ کی تکذیب سے متعلق ہیں۔ قبل ازیں وزارت تعلیم نے پہلے نویں کلاس کے دینیات کے نصاب سے عقیدہ ختم نبوت کے تفصیلی باب کو ختم کرکے محض چند سطروں تک محدود کردیا تھا۔ ستم ظریفی یہ کہ شہر آفاق حدیث لانبی بعدی کو بھی خارج کردیا گیا۔ ابھی اس کارروائی پر دینی حلقوں اور علمائے کرام کی صدائے بازگشت ختم نہیں ہوئی تھی کہ وزارت تعلیم نے ایک اور شب خون مار کر دینی طبقے کو خون کے آنسو رولانے پر مجبور کردیا۔

عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ جہاد کو ہمارے دین میں امتیازی اور کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ ان عقائد پر پوری امت مسلمہ کا پختہ ایمان اور یقین ہے۔ دونوں عقائد لازم وملزوم ہیں اور ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ عقیدہ ختم نبوت پر اسلامی برادری کا اتفاق ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم یا کسی نوع کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ گزشتہ پندرہ سو برس سے یہ غیر متزلزل عقیدہ دین کی پہچان رہا ہے۔ 1974ء میں پاکستان پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو اسی عقیدہ کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ دیا تھا۔ قادیانی تحریک کا تجزیہ کریں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کے دونوں عقیدوں کو کالعدم قرار دینے کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کی سرکاری سطح پر سرپرستی کی تھی۔ مسلمانوں اور علمائے حق کا جذبہ جہاد برطانوی حکومت کے قیام واستحکام کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا۔ قادیانیت کی ساری تحریک کا مرکز ومحور تنسیخ جہاد اور اطاعت برطانیہ رہا۔ اس کی گواہ وہ قادیانی کتب ہیں جنہیں قادیانی جماعت چھپاتی پھرتی ہے۔

1857ء کی تحریک آزادی کو کچلنے کے باوجود جو پریشانی برٹش گورنمنٹ کو لاحق تھی اسی پریشان کن صورت احوال کا امریکہ کو سامنا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر اور دنیا کا تھانیدار بننے کے باوجود مسلمانوں کے دین کا عقیدہ جہاد اس کی راہ کا روڑہ اور سوچ کا پھوڑہ بنتا جارہا ہے۔ آج عالمی سطح پر جذبہ جہاد سے لبریز ہو کر اٹھنے والی تحریک نے امریکہ کو برطانوی حکومت کی طرح سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ مختلف خطوں اور علاقوں سے اٹھنے والے روح جہاد کے تازہ ولولے امریکہ و یورپ کے اعصاب پر بری طرح سوار ہیں۔ ان حالات میں اور ایسی صورت حال میں جہاد کی آیات کو عام کرنے اور قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری وزارت تعلیم نے جہادی آیات قرآنی کو خارج کر کے اسلام دشمن قوتوں کو عملاً خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔

چند ماہ پہلے وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال سے ایک مالیاتی ادارے کے چند افسران نے ملاقات کر کے جو وضاحت طلب کی اس کی تفصیل اخبارات میں چھپ چکی ہے اور اس پر اخبارات میں تبصرے بھی آچکے ہیں۔ اس ملاقات کے فوری بعد نصاب تعلیم سے قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح کو ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ ورلڈ بنک میں "پنجابی گروپ" کی کارستانیاں بھی زبان زد عام ہیں۔ یہ پنجابی گروپ وہ رسوائے زمانہ قادیانی ہیں جو پاکستان سے اس بات کا انتقام لینا چاہتے ہیں کہ انہیں کیوں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا؟۔ امریکی امداد اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے قرضے ہمیشہ مشروط طور پر دیئے جاتے ہیں۔ ایک شرط یہ بھی رہی کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم واپس لی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ماضی کی حکومتیں امداد دینے والے "آقاؤں" کی ڈکٹیشن پر چلتی رہی ہیں۔ پرواز میں کوتاہی کے باعث ان اداروں کو ہمارے قومی معاملات میں دخل اندازی کا موقع ملا۔ اب ان مالیاتی اداروں کی دیدہ دلیری کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی مداخلت کا دائرہ ہمارے دینی معاملات تک پہنچ گیا ہے۔

ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم اب تک آزاد' خود مختار ریاست کے طور پر اپنا وجود تسلیم نہیں کروا سکے۔ جب تک بیرونی قرضوں اور امداد کی بھیک سے ہاتھ نہیں کھینچے جاتے ہم اپنے قومی' دینی معاملات میں کسی کی دخل اندازی سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ قرآنی آیات کے اخراج سے دشمن کو خوشی کا سامان بہم پہنچایا گیا ہے۔ یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ وزارت تعلیم کا یہ اقدام پاکستان کی نظریاتی اساس سے روگردانی کے مترادف ہے۔ موجودہ حکومت چونکہ نہ جمہوری ہے اور نہ عوامی۔ اس لئے ایسی حکومت کو عوامی جذبات واحساسات کا کیونکر خیال ہو سکتا ہے؟۔ نظریاتی کونسل حکومت کا ایک اہم ادارہ ہے۔ اپنی حیثیت کے حوالہ سے یہ ادارہ

بقیہ: صفحہ 38 پر

حاصل مطالعہ

بکھرے موتی

تحریر: مولانا اللہ وسایا!

درود شریف میں سیدنا کا لفظ

"اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد.......... الخ ۔" اس پر سعودی حضرات کو اشکال ہے کہ "سیدنا" کا لفظ کہنا جائز نہیں۔ ایک بار سعودی حکومت نے ترکیوں کے بنائے مزارات کے جے قبے گرادیئے تو دنیا بھر میں اس پر احتجاج ہوا۔ جمعیت علماء ہند کا وفد جس میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا احمد سعید دہلوی اور دوسرے حضرات شامل تھے سعودیہ تشریف لے گئے۔ ان حضرات کا موقف تھا کہ مزارات پر قبہ جات بنانے صحیح تو نہیں تھے مگر کسی نے بنادیئے ہیں تو ان کو ایسے طور پر بلڈوزر کرنا قبور و مزارات کی بھی توہین ہو ٹھیک نہیں۔ آئندہ نہ بننے دیں۔ بالکل مزارات کے نشانات تک مٹادینے تو ٹھیک نہیں۔ علماء کرام کی گفتگو میں سعودیہ کے حضرات نے فرمایا کہ آپ لوگ درود شریف کے بعض صیغوں میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ السید ھو اللہ اس پر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ یہ تو حدیث شریف سے ثابت ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں: "انا سید ولد آدم" اس پر وہ خاموش ہوگئے۔

آج مستدرک حکم ج ۱ ص ۷۱۸ پر روایت کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا: "عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ انا سید الناس یوم القیامۃ ولا فخر .... الخ ۔" (اب تو ہر سعودی اپنے بڑے کو السیدی کہہ کر خطاب کرتا ہے۔)

دنیا و ایمان میں فرق

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و غیر محبوب سب کو دنیا و مال متاع دیتے ہیں لیکن ایمان (اسلام) صرف اپنے محبوب (بندے) ہی کو دیتے ہیں۔ (مستدرک ج ۲ ص ۴۷، ۱۹۳)

چھ ملعون اشخاص

حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھ اشخاص اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ملعون ہیں:

(۱)............تقدیر کا منکر۔

(۲)............قرآن میں زیادتی کرنے والا۔

(۳)............(وہ حکمران) جو جبر سے مسلط ہو۔

(۴)............حرام کو حلال کرنے والا۔

(۵)............حلال کو حرام کرنے والا۔

(۶)............اور میری (آنحضرت ﷺ) سنت کو ترک کرنے والا۔

(یہ چھ اشخاص اللہ رب العزت اور حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین ﷺ کے نزدیک ملعون ہیں۔)

تذکرہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام

حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید کی پچیس مکی ومدنی سورتوں اور تریسٹھ آیات میں آیا ہے۔

کبیرہ گناہ کیا ہیں؟

قرآن مجید میں ہے: "ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنہ۔ "کبیرہ گناہوں سے بچو۔ ایک صحابیؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہیں:

(۱)............اللہ کا شریک ٹھہرانا۔

(۲)............ناحق کسی کو قتل کرنا۔

(۳)............لڑائی (جہاد) کے دن بھاگنا۔

(۴)............یتیم کا مال کھانا۔

(۵)............سود کھانا۔

(۶)............پاک دامن عورت پر الزام لگانا۔

(۷)............والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۸)............بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا۔(مستدرک ج۱ص ۲۳۳)

نمرود سے سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا مناظرہ

سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے نمرود سے فرمایا کہ میرا رب سورج مشرق سے طلوع کر کے مغرب میں غروب کرتا ہے۔ اگر تجھے خدائی کا دعویٰ ہے تو اس کے الٹ یعنی مغرب سے طلوع اور مشرق سے غروب کر کے دکھا۔ اس پر مستشرقین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر نمرود کہہ دیتا کہ مشرق سے طلوع کر کے مغرب میں غروب تو میں ہی کرتا ہوں پھر ابراھیم علیہ السلام کیا جواب دیتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید نے کہا کہ ابراھیم علیہ السلام کی دلیل کے سامنے دشمن نمرود مبہوت ہو گیا۔ اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور جواب نہ بن پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ نمرود جواب میں تین باتیں کہہ سکتا تھا:

نمبر ایک............نمرود کہتا کہ سورج میرے قبضہ میں ہے اس کا میں دیوتا ہوں۔ یہ میرے حکم پر گردش کرتا ہے لیکن وہ اپنے عقیدہ کی بنیاد پر یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ خود اس کے مسلمات کے یہ خلاف تھا۔ اس لئے کہ سورج چاند ستارے سب کی وہ قوم پرستش کرتی تھی۔ نمرود سورج پر خدائی دعویٰ کیسے کرتا وہ تو صرف اپنی رعایا پر خدائی کا دعویٰ دار تھا۔ اس لئے یہ جواب نہ دے سکتا تھا۔

نمبر دو............یہ عذر کر سکتا تھا کہ میں سورج کو کسی کی مخلوق نہیں مانتا۔ وہ تو خود دیوتا ہے۔ اس جواب کو ابراھیم علیہ السلام پہلے توڑ چکے تھے کہ جو غروب ہو عروج وزوال کا شکار ہو وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے؟ اس لئے نمرود یہ جواب بھی نہ دے سکا۔

نمبر تین............تیسری صورت یہ کر سکتا تھا کہ سورج مغرب سے طلوع کر کے دکھا دیتا مگر یہ اس کے بس میں نہ تھا۔ غرض صرف تین صورتیں اس کے جواب دینے کی ممکن تھیں مگر وہ کوئی ایک بھی اختیار کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ اس لئے قرآن مجید نے کہا کہ وہ نمرود سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے استدلال پر مبہوت ہو گیا۔ لقد صدق اللہ العظیم!

فرض بعد تقدیر کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر نمرود یہ کہہ دیتا کہ میں مشرق سے طلوع مغرب میں غروب کرتا ہوں آپ اپنے رب سے کہیں کہ وہ مغرب سے طلوع کر کے مشرق میں غروب کرے تو

اس کے کہنے کی دیر تھی اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو درماندہ نہ کرتے بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ جائے مشرق کے مغرب سے طلوع کر کے اپنے نبی کی صداقت وعظمت کو دشمنوں پر نصف نہار کی طرح واضح فرمادیتے۔ نمرود کے چیلنج کرنے کی دیر تھی جواب میں دیر نہ ہوتی۔

سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے تین جوابات

نمبر ایک.......... قوم نے ابراھیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ میلے پر چلیں۔ آپ نے اوپر دیکھا اور پھر قوم سے فرمایا کہ :" انی سقیم ." میں بیمار ہوں۔ ایک آدمی اپنے طور پر بہتر سمجھتا ہے کہ وہ تندرست ہے یا بیمار۔ بظاہر ایک آدمی تندرست نظر آتا ہے لیکن نظر نہ آنے والی مرض کے باعث بیمار بھی ہوسکتا ہے۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام سے بڑھ کر اپنی صحت وبیماری کو اور کون جان سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ :" انی سقیم ." تو وہ واقعی سقیم تھے۔ اس پر کوئی اشکال نہیں۔

نمبر دو.......... قوم نے کہا کہ آپ نے ہمارے بتوں کو توڑا ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا کہ :" بل فعله کبیرهم ." ان کے بڑے نے کیا ہوگا ان سے پوچھو۔ یہ بھی خلاف واقعہ نہیں بلکہ جواب دینے کا ایک انداز ہے کہ مقابل کو ایک ایسی بات کہو جو نتیجہ کے اعتبار سے دشمن کے خلاف اور اپنے حق میں جائے۔ مناظرہ میں یہ انداز چلتا ہے۔ دشمن کو لاجواب کرنے کا جو اسلوب سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اختیار کیا اس موقعہ پر اس سے بڑھ کر کوئی بڑے سے بڑا فلسفی اختیار کر ہی نہیں سکتا۔ یہ صرف آپ کا پیغمبرانہ انداز تھا جس میں دشمن جکڑ کر رہ گیا۔

نمبر تین.......... سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو بادشاہ کے سامنے اپنی بہن کہا تو یہ بھی سو فیصد صحیح ہے۔ وہ آپ کی چچازاد بہن تھی۔ چچازاد بہن بھی بیوی بھی۔ موقع کے اعتبار سے جس رشتہ کا اظہار قرین مصلحت تھا آپ نے اس کا اظہار کیا۔

اس طرح تینوں آپ کے جوابات سو فیصد صحیح ہیں ایک بھی خلاف واقعہ نہیں بنتا۔

ایک اور اشکال اور اس کا حل

بخاری، مسلم اور دوسری حدیث کی کتابوں میں ایک روایت ہے :" لم یکذب ابراهیم النبی علیه السلام قط الا ثلاث ." یہ واضح ہونا ضروری ہے کہ مسئلہ یہ زیر بحث نہیں کہ ابراھیم علیہ السلام نے واقعی جھوٹ بولا؟۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے جلیل القدر رسول ونبی ہیں۔ ان کی

طرف کذب کی نسبت کی گنجائش نہیں۔ کذب ان سے اس طرح دور ہے جس طرح دن رات اور روشنی سے تاریکی۔ بلاشبہ وہ ایک معصوم نبی ہیں۔ ان کی طرف ایسی بات کہنا ان کی شان رفیع کے منافی ہے تو اب بخاری ومسلم جیسی کتب میں ان کی طرف کذب کی نسبت؟ یہ ہے وہ مسئلہ جو توجہ طلب ہے۔

یہاں پہنچ کر ہمیں بڑی جرات کے ساتھ امام رازیؒ کا انداز اختیار کرنا چاہئے وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ روایتیں صحیحین کی ہیں مگر اخبار احاد میں روای کو سخت مغالطہ لگا ہے۔ لہذا ہرگز قابل قبول نہیں۔ (ایک نبی کی طرف کذب کی نسبت کرنے کی بجائے راوی کی طرف کذب کی نسبت کرنا زیادہ مناسب ہے۔)

(۲)............ راوی نے روایت بالمعنی نقل کی ہے۔ یہ الفاظ نبی علیہ السلام کے نہیں۔ راوی کو التباس ہوا۔ رلوی صحیح روایت صحیح سند صحیح کتب کسی میں کوئی شک نہیں لیکن روایت بالمعنی ہے باللفظ نہیں۔ اگر باللفظ ہوتی تو یہ نہ ہوتا کہ کسی نبی کی طرف کذب کی نسبت کی جائے۔ معاذاللہ! (ملخص از قصص القرآن) لہذا یہ روایت بالمعنی ہے۔

سلیمان کی بادشاہی اور آپ ﷺ

عبدالرحمن بن عقیل ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ میں وفد بنی ثقیف کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (کفر کی حالت میں) جاتے ہوئے حالت یہ تھی کہ دنیا میں سب سے زیادہ بغض آپ ﷺ سے تھا۔ حاضر ہوئے۔ سلام کیا۔ بیٹھے اور بیعت ہوئی جب آپ ﷺ کی بیعت کے بعد مجلس سے اٹھے تو دنیا میں سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ سے تھی۔ میں نے اسی مجلس میں عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے سلیمان علیہ السلام کی طرح "شاہی" کیوں نہیں مانگتے۔ آپ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ان سے بہتر میرے پاس "شاہی" موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام کو "دعائے" (مستجابہ) نصیب فرمائی۔ ہر ایک نبی نے اس کا استعمال دنیا میں فرمالیا کسی نبی نے دنیا کی شاہی مانگی کسی نے قوم کے رویہ سے تنگ آکر دعا کی وہ قوم ہلاک ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے "دعا" (مستجابہ) بھی دی وہ میں نے چھپا کر (محفوظ) رکھی ہے۔ اس کا استعمال امت کی شفاعت کے لئے قیامت کے دن کروں گا۔ (مستدرک ج ۱ ص ۲۴۵)

٭٭٭

تحریر: ڈاکٹر خالد محمود سومرو

وفاقی بجٹ 2001ء اور 2002ء

ملک عزیز کو اللہ رب العزت نے قدرتی وسائل سے مالا مال کرنے کے ساتھ ساتھ فعال افرادی قوت سے بھی نوازا ہے۔ ان وسائل کو اگر اجتماعی بہتری کے لئے منصفانہ طور پر استعمال میں لایا جائے تو بعید نہیں کہ ہم ترقی کی اوج ثریا تک پہنچ جائیں لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ہمارے ملک کی اقتصادی صورت حال انتہائی تشویشناک ہے بلکہ دن بدن روبزوال ہے۔ یہ چیز قابل غور ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گاڑی تو بہترین ہے لیکن ڈرائیور اناڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے۔

❖............ پانی کی قلت کی وجہ سے ہماری زراعت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں سینکڑوں کارخانے بند پڑے ہیں۔ نوجوان حصول روزگار کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن جو بھی حکومت آتی ہے بیروزگاروں کے روزگار کے لئے تو انتظام نہیں کرتی الٹا بر سر روزگار لوگوں کو بیروزگار کرنے کے لئے منصوبے بناتی ہے جس سے صورت حال مزید خراب ہوتی ہے۔

❖............ امن وامان کی صورت حال کی خرابی کی ایک وجہ بھوک اور بیروزگاری بھی ہے۔ لوگوں کو روزگار نہیں ملے گا تو وہ پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لئے لوٹ مار کریں گے۔ ڈاکے ڈالیں گے۔ غیر قانونی ذریعے استعمال کریں گے۔ حضور ﷺ نے سچ فرمایا کہ: ”افلاس لوگوں کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔“

❖............ عام لوگ تو آج کل بجٹ کو لفظوں کی جادوگری قرار دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ ہمارا بجٹ ہمارے ملک میں تیار ہی نہیں ہوتا۔ عالمی مالیاتی اداروں کی ہدایات پر بجٹ تیار کیا جاتا ہے۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے قبضے میں ہے اور جب ہمارا بجٹ ان کی ہدایات پر بنتا ہے تو وہ ہمارے عوام کے دکھ درد کا علاج کیوں سوچیں گے وہ تو اپنی شرائط منوائیں گے۔ کیونکہ قرضوں پر قرضے لے کر ہم نے خود کو ان کا غلام بنادیا ہے۔ اس وقت حقیقی صورت حال یہ ہے کہ وہ ہمارے آقا بنے ہوئے ہیں اور ہمارے حکمران ان کے احکامات ماننے پر مجبور ہیں۔ جب تک یہ صورت حال ختم نہیں ہوگی تب تک ہم مستحکم نہیں ہوسکتے۔ قرضوں کا

سلسلہ ختم کرنا ہوگا۔ جیسا امارات اسلامی افغانستان ۔ فیصلہ کرتا ہے کہ ہمیں قرضہ نہیں لینا تو ہمیں بھی جرات ایمانی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ کچھ بھی ہو جائے ہم قرضہ نہیں لیں گے۔ یہ بنیادی بات ہے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

............اپنے وسائل کو سامنے رکھ کر بجٹ بنایا جائے۔ بیرونی وسائل کے بغیر اپنے معاملات سلجھائے جائیں۔ ڈیفالٹر ہونے کے ڈر سے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے جائیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے۔ انشاء اللہ! سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

............برآمدات کو بڑھایا جائے۔ ہمارے ملک کی درآمدات برآمدات سے زیادہ ہیں۔ اس لئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اپنی مصنوعات کو عام کیا جائے۔ صنعتکاروں کو رعایت دی جائیں دیگر ممالک کے صنعتکاروں کو تو صنعتیں لگانے کے لئے پیشکش کی جاتی ہیں اپنے ملک کے صنعتکاروں کو اعتماد میں کیوں نہیں لیا جاتا؟۔ اگر ہم اپنے ملک کے صنعتکاروں کو اعتماد میں لیں ان کی شکایات کا ازالہ کریں ان کو زیادہ سے زیادہ رعایت دیں تو بہت ہی مختصر مدت میں ہم اپنے ملک کو سنبھالا دے سکتے ہیں۔

............سودی کاروبار کی وجہ سے بھی ہم برباد ہو رہے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سچے ہیں۔ قرآن سچی کتاب ہے اور اسلام سچا دین ہے۔ اس کے باوجود ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ جب ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا مذاق اڑائیں گے تو پھر تباہی تو ہونی ہے۔

اس لئے ہمیں فوری طور پر رجوع الی اللہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ اسلام کے مطابق ملکی معیشت کو سود سے پاک کرنا چاہئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے فاضل اراکین بلاسود بنکاری کا خاکہ پیش کر دیا ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں کافی جگہوں پر کامیاب بلاسود بینکاری ہو رہی ہے۔ ہمارے اصحاب حل وعقد کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہئے۔

غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اب جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی وزارت تعلیم کی اس کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے اسے غیر آئینی اقدام قرار دیا ہے۔ جنرل پرویز مشرف کو نوٹس لینا چاہئیے۔ یہود ونصاریٰ کی خوشی کے لئے اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضگی مول لینا بھی مناسب نہیں۔ اس سے قبل کہ وزارت تعلیم کوئی تیسری حماقت دہرائے حکومت کو معاملے کی نزاکت کا احساس کرنا چاہئیے۔

مولانا قاضی محمد ارشد

رحمت کائنات کی بارہویں اشاعت

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر قرآن و حدیث اور واقعات سے مدلل و مزین بے مثل ولاجواب کتاب

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرما کر اس کی طرح سے پرورش کا انتظام بھی فرمایا۔ انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ رب رحیم نے روحانی' جسمانی پرورش و تربیت کا انتظام شروع دن سے فرمادیا۔ چنانچہ اس کائنات میں سب سے پہلے انسان سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی بھی ہیں۔

مقدرات الٰہیہ میں یہ طے ہو چکا تھا کہ اس عالم رنگ وبو میں جہاں نیکی کی قوتیں ہیں وہیں بدی کی طاقتیں بھی اپنا زور لگائیں گی تاکہ کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہوتی رہے۔ چنانچہ شروع سے ہی آدم اور اولاد آدم کے ساتھ ابلیس کی دشمنی پڑ گئی جس آدم کو خالق کائنات نے اپنا خلیفہ بنا کر تمام ملائکہ و جنات کو سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر شیطان نے اپنے خبث باطن کو ظاہر کرتے ہوئے رب تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہوئے کہا :''انا خیر منہ''اس حکم عدولی اور غرور پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مردود قرار دے کر جنت سے نکال دیا۔ چنانچہ شیطان نے قسم کھا کر کہا :'' قال فبعزتك لا غوينهم اجمعين''اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا :'' ان عبادی لیس لك علیهم سلطان''بے شک میرے بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

شیطان اپنی چالیں اور داؤ استعمال کرتا رہا اور اب تک کر رہا ہے۔ چنانچہ شیطان نے نئے نئے فتنے اور گمراہیاں اس امت میں پیدا کیں مگر چونکہ اس کامل و اکمل دین کا محافظ خود اللہ ہے اس لئے اس قادر قیوم اللہ نے اس امت میں ایسے رجال پیدا فرمادیئے جو ہر طرح سے شیطان کے حملوں کا مقابلہ کرتے رہے اور بحمد ہ للہ! آج تک دین اسلام اپنی اصل شکل میں موجود ہے اور قیامت تک رہے گا اور یہ رجال وہ تھے اور ہیں جو حسب ارشاد نبی کریم ﷺ :'' ما انا علیه واصحابی''کے طریقے پر ہیں۔

چنانچہ اس امت میں جب کوئی فتنہ دین کے نام سے اٹھا اس کی سرکوبی ایسے ہی علماء کرام نے کی اور دور حاضر میں ان عظیم خدمات کے لئے اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند کو خصوصی طور پر توفیق عطا فرمائی۔ فتنہ

قادیانیت ہو یا فتنہ پرویزیت‘ فتنہ سبائیت ہو یا فتنہ نیچریت جو بھی ہو ان سب کا قلع قمع علماء دیوبند کی مساعی سے ہوا۔

دور حاضر کا ایک فتنہ مماتیت بھی ہے جو آج سے تقریباً 45 سال قبل جب یہ فتنہ ظاہر ہوا تو اس کی سرکوبی کے لئے بھی علماء دیوبند میدان عمل میں اترے۔ اس فتنہ کا سارا زور حضور پر نور‘ شافع یوم النشور‘ رحمت کائنات محبوب رب العالمین ﷺ کی شان رفیع کو گھٹانے اور کم کرنے پر صرف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مماتی فتنے کی سرکوبی کے لئے بھی علماء راسخین‘ علماء دیوبند فوراً سامنے آئے اور ان جدید معتزلہ کے باطل نظریات کو طشت ازبام کر کے رکھ دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے جو کتاب منصۂ شہود پر آئی وہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز امام الزاہدین والعارفین حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کی مبارک تصنیف رحمت کائنات ہے جو مقبول بارگاہ نبوی ہے اور تمام اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے۔ اس کتاب کے شروع میں حضرت نے اپنا خواب تحریر فرمایا ہے کہ ماہ مبارک ربیع الاول 1377ھ میں ایبٹ آباد اپنے سکونتی مکان میں شام کا کھانا کھا کر قبل از نماز عشاء چارپائی پر لیٹا ہوا تھا کہ نیم خوابی کی حالت میں جمال رحمت ﷺ سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے مضمون کو میں نئی ترتیب دے رہا ہوں تاکہ اس کو انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں پیش کروں۔“

یہ خواب جو دراصل ایک عظیم بشارت تھی رحمت کائنات ﷺ کی مقبولیت کی پھر اس کتاب پر اہل اللہ نے جو تقاریظ لکھیں وہ بجائے خود ایک بہت بڑی سند ہے۔ صرف دو آراء درج کی جاتی ہیں:

دور حاضر کے امام الاولیاء صاحب کشف وکرامات حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے تحریر فرمایا:

آپ نے رحمت کائنات میں رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مقدس کے اندر حضور ﷺ کے جسد عنصری میں بعینہ دنیاوی زندگی کی طرح روح کا موجود ہونا ثابت کیا ہے اور اس پاکیزہ مقصد کے ثبوت میں آپ نے احادیث‘ آثار‘ اقوال سلف اور برزخی واقعات کا ایک عجیب مجموعہ جمع کر کے بے نظیر گلدستہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اس مسئلہ میں حق تلاش کرنے والے کو اس گلدستہ سے یقین کامل ہو جائے گا کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ جیسی سطح زمین پر تھی ویسی ہی مرزا مقدس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس سعی بلیغ کی دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

• سراپا خیر و برکت حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ تحریر فرماتے ہیں :

رسالہ ”رحمت کائنات“ حرفاً حرفاً مطالعہ کیا الحمد للہ! رسالہ کا ہر ہر حرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ جناب کے عشق و محبت اور اخلاص کا ترجمان نظر آتا ہے۔ مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبت نبوی ﷺ میں ترقی و اضافہ محسوس کرتا ہے۔ اللھم زد فزد!

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ نے 1957ء سے ہی اس مماتی فتنہ کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور پھر بحمد للہ! تمام علماء دیوبند نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کی توضیح و تشریح اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ فتنہ مماتیت کی بھرپور انداز سے تردید شروع کر دی۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ اتنا اہم عقیدہ ہے کہ اس کا منکر خارج از اہل سنت والجماعت (گمراہ) ہے اور مماتی عقیدہ رکھنے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کی کتاب رحمت کائنات کا جدید ایڈیشن بارھویں دفعہ طبع ہو چکا ہے۔ حضرت موصوف نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو آیات قرآنیہ' احادیث نبویہ ﷺ' آثار سلف و خلف واقعات و تاریخی حوالجات سے مزین کر کے امت مسلمہ پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ اس بابرکت کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ جس مسلمان نے بھی عقیدت و محبت ادب و احترام سے اس کا مطالعہ کیا تو ان میں سے اکثر کو نبی رحمت ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل حق کے دامن سے وابستہ رکھیں۔

بقیہ: ایک ارب بیس کروڑ مسلمان

•

۞...........”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵' از مرزا محمود ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

اے مسلمان!

مرزا غلام احمد قادیانی امت مسلمہ کو غلیظ گالیاں دے اور مسلمانوں کے قادیانیوں سے تعلقات و دوستی ہو کیا یہ غیرت و حمیت کی موت نہیں؟......!!!

ادارہ

ایک ارب بیس کروڑ مسلمان اور قادیانی

سرکار دو عالم ﷺ کی نسبت سے امت مسلمہ کو تمام امتوں پر فضیلت اور فوقیت دی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس ذات بابرکات نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کا امتی اور غلام پیدا فرمایا۔ امت مصطفیٰ ﷺ کے درجات و کمالات مقام و مرتبہ اور فضیلت دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور خاص ان کا امتی بننے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ رحمت دو عالم ﷺ کی امت کو ''خیر امت'' کا لقب دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس امت کے افراد بھلائی کی طرف بلاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

جناب رسالت مآب ﷺ کو جو پانچ اہم خصوصیات عطا فرمائی گئیں ان میں نمایاں خصوصیت یہ عطا ہوئی کہ محبوب دو عالم ﷺ کی امت کے لئے ساری زمین کو ہی مسجد قرار دیا گیا۔ جبکہ باقی امتوں کو ان کی عبادت گاہوں تک محدود رکھا گیا۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن مجھے امت کثیر کا شرف حاصل ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا آپ ﷺ روز محشر اپنی امت کے لوگوں کو کس طرح پہچانیں گے؟۔ فرمایا! میری امت کے لوگوں کے اعضائے وضو اور چہرے سورج کی طرح روشن اور منور ہوں گے۔ حضور اقدس ﷺ اپنی امت کی شفاعت اور بخشش کے لئے مقام محمود پر لمبا سجدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ فرمائیں گے۔

اس روز جبکہ تمام انبیاء نفسی' نفسی پکار رہے ہوں گے۔ صاحب شفاعت پیغمبر ﷺ یارب امتی' یارب امتی کا ورد فرما رہے ہوں گے۔ سید الکونین ﷺ جب غیروں کے لئے رحمت تھے تو آپ ﷺ اپنے امتیوں کے لئے کس قدر شفیق' مہربان اور باعث رحمت ہوں گے۔ امت کے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت کی تمام کامیابیاں و کامرانیاں جناب رسالت مآب ﷺ کی مرہون منت ہیں۔ سب سے بڑا تعلق' رابطہ اور رشتہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی ذات اقدس کا ہے جو اس سے کٹ گیا وہ کہیں کا نہ رہے گا۔ دنیا بے شک کیسی ہو لیکن اس کی آخرت اور عاقبت ہلاکت خیز ہوگی۔

مسیلمہ کذاب سے مرزا غلام احمد قادیانی تک تمام جھوٹے مدعیان نبوت اور بے شمار دشمنان اسلام نے اسی رشتہ ایمان کو توڑنے کی کوشش میں سارا زور صرف کیا۔ لیکن انہیں منہ کی کھانا پڑی۔ اسی مقصد میں

ناکام ہو کر مسیلمہ کذاب کے جانشین مرزا غلام احمد قادیانی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف دشنام طرازی اور بازاری زبان اختیار کی۔

قادیانی کفریات ملاحظہ ہوں:

﴿﴾............ "اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار اسلام ص ۳۰ 'خزائن ۳۱ ج ۹' از مرزا غلام احمد قادیانی)

﴿﴾............ "جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔" (نزول المسیح (حاشیہ) ص ۴ 'خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۸' از مرزا غلام احمد قادیانی)

﴿﴾............ "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ '۵۴۸' خزائن ص ۵۴۷ '۵۴۸ ج ۵' از مرزا غلام احمد قادیانی)

﴿﴾............ "دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔" (نجم الہدیٰ ص ۵۳ 'خزائن ص ۵۳ ج ۱۴' از مرزا غلام احمد قادیانی)

﴿﴾............ "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ 'از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

﴿﴾............ "اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۶۸ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

﴿﴾............ "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم

﴿﴾............ "اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے "الذین کفروا" غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۴۳ 'از مرزا بشیر احمد ایم اے

بقیہ: صفحہ 41 پر

پروفیسر منور احمد ملک

بسلسلہ میں ایک احمدی تھا

مرزا طاہر احمد کا سنجیدہ مذاق

قادیانی جماعت نے اپنے آغاز ہی سے تبلیغ پر بڑا زور دیا۔ تعداد کو بڑھانے کا تو ہر جماعت کو ہی شوق ہوتا ہے مگر قادیانی جماعت کی تعداد بڑھنے سے قادیانی جماعت کے "لونرز" کے لئے "ریونیو" بڑھنے کا سبب پیدا ہوتا ہے۔ لہذا تعداد کو بڑھانا "بزنس" کے لئے ضروری ہے۔ اس کے لئے قادیانی جماعت نے تبلیغ "مارکیٹنگ" پر بہت زور دیا ہے۔

جب ایک آدمی قادیانی ہوتا ہے تو اس پر پندرہ قسم کے چندے لاگو ہو جاتے ہیں اور پھر ایک قادیانی کا بغیر چندہ ادا کئے قادیانی رہنے کا تصور بھی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے "خلفاء" نے واضح طور پر کہہ رکھا ہے کہ جو قادیانی چندہ نہیں دیتا وہ قادیانی ہی نہیں ہو سکتا۔

قادیانی جماعت نے تبلیغ پر بہت زور دیا۔ دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین نے بہت زیادہ تبلیغ پر زور دیا۔ انہوں نے اپنی توجہ کشمیر پر رکھی اور قادیانی جماعت کی توانائیاں اس طرف لگائیں۔ مسلمانوں نے قادیانی جماعت کو کشمیریوں کا ہمدرد سمجھتے ہوئے ان پر اعتماد کرتے ہوئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت ان کے سپرد کر دی۔ مگر جب مسلمانوں نے دیکھا کہ بہت زور شور سے تبلیغ شروع کر دی گئی ہے اور یہ کشمیریوں کو اپنی جماعت میں شامل کرنے کے درپے ہیں تو انہوں نے ان کو علیحدہ کر دیا۔ علامہ اقبال نے پہلے مرزا بشیر الدین پر اعتماد کیا۔ بعد میں ان کی سرگرمیوں کو دیکھ کر ان کو علیحدہ کر دیا۔ یہ 1931ء تا 1938ء تک کے حالات تھے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد علامہ اقبال نے اپنی وفات تک قادیانیوں کے اصل عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے خاص تحریری کوشش کی جو ایک ریکارڈ ہے۔

پاکستان بننے کے ساتھ قادیانیوں نے بلوچستان پر نظر رکھی مگر کامیابی نہ مل سکی۔ چنانچہ گزشتہ پینتالیس سال تک تبلیغی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔

1982ء سے مرزا طاہر نے نئے سرے سے تبلیغی کوشش شروع کی۔ 1982ء تا 1984ء جتنی

زور آور تبلیغی مہم شروع رہی اتنی شدت کے ساتھ نہ پہلے کوشش ہوئی اور نہ آئندہ ہو سکے گی مگر کامیابی ایک فیصد بھی نہ ملی۔1984ء کے صدارتی آرڈیننس سے قادیانیوں کو سخت نقصان پہنچا اور وہ بالکل زمین سے لگ گئے۔ مرزا طاہر پاکستان سے جان بچا کر لندن پہنچ گیا۔ وہاں اپنا نیا ہیڈ کوارٹر بنایا اور قادیانی جماعت کی تنظیم نو کی۔1984ء تا1993ء جماعت کو ترقی کی منازل کی طرف لے کر چلتے چلے گئے۔ تبلیغی کوششوں کی ناکامی سے جھنجھلا کر 1993ء میں ایک ''اعداد و شماری'' تبلیغ کا آغاز کر دیا گیا۔ جس کے مطابق ہر سال ایک ٹارگٹ ''بیعتوں کا ٹارگٹ'' مقرر کرنا ہے اور اگلے سال اس ٹارگٹ کے مکمل ہونے کی نوید سنا کر اگلے سال ڈبل ٹارگٹ رکھنا ہے۔ اس طرح ایک تو تیزی کے ساتھ جماعت کی تعداد بڑھائی جا سکے گی دوسرا جماعت کے افراد آہستہ آہستہ یہ تعداد ہضم بھی کرتے جائیں گے۔ یعنی شک نہیں کریں گے۔1993ء سے عالمگیر بیعت کے نام سے شروع کی جانے والی اعداد و شماری تبلیغ دو لاکھ سے شروع ہو کر1999ء میں ایک کروڑ تک جا پہنچی۔

راقم نے ایک مضمون ''قادیانی جماعت کی تعداد اور ایک کروڑ بیعتیں'' کے نام سے تحریر کیا جو روزنامہ اوصاف اسلام آباد میں 31 مارچ اور یکم اپریل2000ء کو شائع ہوا۔ جس میں تفصیل سے بیعتوں کے ٹارگٹ کے پورا ہونے کی اصل کہانی تحریر کی۔ جس میں ثابت کیا کہ ہر سال دیا جانے والا ٹارگٹ دس فیصد بھی پورا نہیں ہوتا مگر اعلان یہ ہوتا ہے کہ ٹارگٹ سے زیادہ بیعتیں ہوئی۔

اس فارمولے کے مطابق1999ء میں ایک کروڑ بیعتیں ہوئی۔ تو دو ہزار میں دو کروڑ بیعتیں ہونا تھیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا طاہر نے جو مذاق شروع کر رکھا ہے اس مذاق میں وہ کچھ زیادہ ہی ''سنجیدہ'' ہیں۔ چنانچہ امسال دو کروڑ کی بجائے چار کروڑ تیرہ لاکھ بیعتوں کا اعلان کر دیا ہے۔ یعنی1999ء میں ایک کروڑ اور2000ء میں چار کروڑ۔ میں نے تو ثابت کیا تھا کہ اس فارمولے کے مطابق2010ء میں چوبیس ارب لوگ نئے قادیانی ہوں گے۔ مگر اس بار کی ''شاٹ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ تین سال میں یہ ستر کروڑ کی تعداد کو چھونا چاہتے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو2005ء تک یا تو پوری دنیا قادیانی ہو جائے گی یا پھر چھ ارب نئے قادیانی دنیا میں نازل ہوں گے۔

جو تعداد مرزا طاہر بتا رہا ہے قادیانی عقیدت کے زیر اثر اس پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے اگر کوئی اعتراض کرے گا تو کون؟۔ مجلس عاملہ کا کوئی ممبر' امیر جماعت' صدر جماعت' امیر ضلع' قائد' زعیم

انصار اللہ' یا کوئی ناظر۔ یہ تمام اپنے عہدوں کی حفاظت کی خاطر اعتراض کی جرات نہیں کر سکتے۔ ایک عام قادیانی اعتراض کر بھی دے تو جماعت کی صحت پر کیا اثر؟۔ البتہ اس شخص کی صحت پر ضرور اثر پڑے گا اور اسے فوری طور پر عدم تعاون کے جرم میں سزا ملے گی۔

قادیانیوں کو یا قادیانی جماعت کو شاید کروڑ کی تعداد کا کوئی خاص اندازہ نہیں۔ کہا گیا ہے کہ افریقہ میں زیادہ قادیانی ہوتے ہیں۔ مانا وہ غریب ملک ہے اور غریب عوام جو اپنی غربت کے ہاتھوں تنگ ہو اگر کوئی ان پر زبانی زبانی دست شفقت بھی رکھ دے تو وہ اسے نجات دہندہ سمجھ کر اسے اپنا محسن مان لیں گے۔ اب ان کو اکٹھا کر کے سب کے نام لکھ کر اگر اعلان کر بھی دیا جائے تو بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان غریب ملکوں کی کل آبادی لاکھوں میں ہے کسی ایک کی کروڑوں میں ہوگی۔ لاکھوں کی تعداد والے ملکوں میں اس طرح تھوک کے حساب سے قادیانی ہونے سے کئی ملک قادیانیوں کے ہو جانے چاہئیں تھے۔ چلو آج نہیں تو اگلے سال ٹارگٹ کو پورا کرنے کا تقاضا ہوگا کہ پانچ سات ملک پورے کے پورے قادیانی ہو جائیں گے۔ قادیانی فوراً کہہ دیں گے بالکل ایسا ہی ہوگا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو؟۔ اگلے سال کا ٹارگٹ چار کروڑ کو ڈبل کرتے ہوئے آٹھ کروڑ ہوگا مگر اس سال کے رزلٹ کے مطابق دو تین گنا بھی بتانا ہوگا۔ گویا اگلے سال بارہ سے سولہ کروڑ تک کا اعلان ہوگا۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس فارمولے سے آئندہ چند سال "تین چار سال" تک مرزا طاہر اور قادیانیوں کا یہ سارا پول کھل جائے گا لیکن یہ اندازہ بھی ہے کہ یہ ایک ارب کی تعداد کو چھونے کی غلطی نہیں کریں گے بلکہ دنیا میں موجود تعداد کے حوالے سے سب سے بڑی جماعت "سیاسی یا مذہبی" سے بڑھ کر اپنی تعداد کی سپیڈ کو روک لیں گے۔ اگر خدانخواستہ مرزا طاہر آئندہ تین چار سال کے دوران فوت ہوگیا تو یہ پول کھلنے سے رہ جائے گا۔ کیونکہ پھر قادیانی جماعت بہانہ بنالے گی کہ مرزا طاہر کی وجہ سے بیعتیں تیزی کے ساتھ ہو رہی تھیں۔ اب اس کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ تعداد رک گئی ہے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مرزا طاہر کم از کم پانچ سال تک ضرور زندہ رہنا چاہئے تاکہ قادیانی جماعت کی آنکھیں کھل سکیں اور جھوٹ کھل کر سامنے آسکے۔

قادیانی گو یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے علاقوں میں ٹارگٹ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ ان کی جماعتیں تو مسلسل کم ہو رہی ہیں۔ ٹارگٹوں کے مطابق اس وقت قادیانیوں کی موجودہ تعداد سات سال قبل کی تعداد

بقیہ : صفحہ 20 پر

ادارہ

مکتوبات اکابر

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کا مکتوب گرامی

پاکستان میں علوم انوریؒ کے شارح حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے جانشین اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلویؒ نے چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس کے دعوت نامہ کے جواب میں ذیل کا والا نامہ تحریر فرمایا!

محمد مالک کاندھلوی
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ
مسلم ٹاؤن۔ لاہور۔ پاکستان

فون۔ ۴۱۳۶۶۱۱
تاریخ

مکرمی و محترمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام مسنون! امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ آپ کا مکتوب موصول ہو کر شرف حصول ہوا۔ ختم نبوت کانفرنس میں ناچیز کو یاد فرمانے سے خوشی ہوئی۔ ان شاء اللہ خود شریک ہوں گا۔

۲۶ دسمبر کو تو ایک پروگرام پہلے سے چونکہ طے ہے اس وجہ سے ناچیز کو ۲۷ دسمبر کو عشاء کے بعد رکھیں۔ اس کے مطابق ان شاء اللہ چنیوٹ پہنچ جاؤں گا۔ آئندہ اطلاع دوں گا کہ بس کے ذریعہ سے آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ والسلام

مولانا الیاس کی خدمت میں السلام مسنون عرض ہے

محمد مالک کاندھلوی

۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

یکم دسمبر ۸۰ء

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ رائے پوری کا والا نامہ

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ رائے پوریؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانی حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رائے پوریؒ کے جانشین تھے۔ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد اور حضرت گنگوہیؒ سے مجاز تھے مولانا محمد عبداللہ رائے پوری حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کے یوم اساسی سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ رہے۔ حضرت قاضی صاحب 'حضرت جالندھریؒ' حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ابتدائی زمانہ امارت میں آپ مجلس کے نائب امیر رہے۔ ایک بار جب حضرت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب تھے اور ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم اشعر 'نائب امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ ؒ تھے۔ اس زمانہ میں فقیر راقم الحروف اللہ وسایا کی مرکز ملتان میں ڈیوٹی لگی۔ غالباً ناظم دفتر کے طور پر چند ماہ کام کرنے کا حکم ہوا۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ کو عریضہ لکھا کہ مجلس کے مرکزی دفتر سے بسا اوقات اخباری بیان جاری کرنا پڑتا ہے۔ حضرت مولانا محمد شریفؒ 'حضرت مولانا تاج محمودؒ' حضرت مولانا عبدالرحیم دامت برکاتہم کے مشورہ سے جو بیان جاری کرتا ہو آپ پیشگی اس کی اجازت مرحمت فرمادیں   ۔ آپ کے نام بیان جاری کیا جاسکے۔ عریضہ کی پشت پر آپ نے یہ والا نامہ تحریر فرمایا!

از احقر عبداللہ رائے پوری مدرسہ رشیدیہ ساہیوال

بخدمت مکرم محترم مولانا صاحب السلام مسنون

گرامی نامہ موصول ہوا جواباً عرض ہے کہ میری طرف سے بخوشی اجازت ہے جیسے مصلحت ہو خود اس سے عمل فرمایا کریں۔ میں تو بالکل نکما نااہل ہوں نہ تحریر نہ تقریر کچھ بھی نہیں مجھ نالائق کو نائب کیوں تجویز فرمادیا میرے نزدیک نیابت کا صحیح مستحق اور موزوں اور حضرات ہیں جن میں حضرت مولانا تاج محمود صاحب بھی ہیں جو کہ ربوہ کے قریب بھی ہیں آپ حضرات ماشاء اللہ کام کر رہے ہو اہل ہو اللہ تعالیٰ آپ کی سعی قبول فرماوے ختم نبوت کے صدقے اللہ تعالیٰ مجھے قبول کر لیویں کہ صدقے [illegible] کا [illegible]

تحریر مولانا محمد خالد الحسینی

سندھ کی علمی و روحانی شخصیت شیخ الحدیث مولانا عبدالحیٔ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ سے لے کر آج تک جن مبارک نفوس نے قربانیاں دی ہیں ان میں ایک عاشق صادق حضرت مولانا عبدالحیٔ الحسینی کی شخصیت کا ذکر خیر آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔ موصوف نے اپنی جوانی اور آغاز شباب کے دن سنٹرل جیل سکھر میں حضرت امیر شریعتؒ اور حضرت جالندھریؒ کے ساتھ گزارے۔ مولانا عبدالحیٔ مرحوم گھوٹکی صوبہ سندھ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد حافظ محمد یونس حضرت امروٹیؒ کے دست بیعت تھے۔ حافظ صاحب بڑے خدا ترس' شب بیدار' متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سعادت مند بیٹا عطا کیا تو انہوں نے اپنے بیٹے کا نام حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے نام پر رکھا۔ تاکہ ان کا بیٹا علم و عمل 'فضل و کمالات میں مولانا لکھنویؒ جیسا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ محمد یونس صاحبؒ کی آرزو قبول فرمائی۔ ان کے بیٹے حضرت مولانا عبدالحیٔ الحسینی کو حضرت ہالیجی' مولانا حماد اللہ صاحبؒ نے اسلامی تعلیم کا آغاز کرایا اور بسم اللہ پڑھائی اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔

حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب نے درس نظامی اور قرآن و حدیث کی کتب حضرت مولانا عبدالرزاق صاحبؒ جج شریف سے پڑھیں۔ مولانا عبدالرزاق صاحب جج شریف حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے اساتذہ میں سے تھے۔ مولانا عبدالحیٔ مرحوم کے شریک درس مشہور خطیب ترجمان اہل سنت مداح صحابہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوریؒ تھے۔ یہ 1953ء کا سال تھا۔ انہی دنوں تحریک ختم نبوت چل رہی تھی۔ حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک شب میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ اساتذہ اور طلباء سے فرمارہے ہیں کہ مرزائی میری نبوت پر حملہ آور ہیں اور تم مدرسہ میں پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہو۔

مولانا فرمایا کرتے تھے کہ صبح ہوئی ہم اساتذہ اور طلباء سکھر پہنچے۔ تحریک ختم نبوت 1953ء کے جلوسوں میں شرکت کی۔ جلوسوں میں شریک علماء دھڑا دھڑ گرفتار کیے جارہے تھے۔ مجھے بھی گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ سپریٹنڈنٹ سنٹر جیل نے مجھ سے سوال کیا ملاں لوگ کیا کام کرتے ہیں؟۔ حضرت مولانا عبدالحیٰ نے جواباً کہا ملاں مت کہو مولانا کہو۔ اس بحث و تکرار پر تلخی بڑھی تو سپریٹنڈنٹ جیل بگڑ گیا۔ اس کے بے جا اور ناروا تشدد سے مولانا کے کئی دانت ٹوٹ گئے۔

اپنی زندگی میں اس واقعہ کو دہراتے تو آب دیدہ ہو جاتے کہ حضور ﷺ کی غزوہ احد والی سنت ادا ہو گئی۔ قیامت کے دن جب یہ سوال ہو گا کہ عبدالحیٰ کون سا عمل لے کر آئے ہو تو اللہ رب العزت کی بے نیاز ذات کے سامنے عرض کروں گا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کی غزوہ احد والی سنت کی اتباع میں تحریک ختم نبوت 1953ء میں حق گوئی پر اپنے دانت شہید اور زخمی کرائے تھے۔ موصوف اس تذکرے پر بہت آب دیدہ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں اس تشدد کے برداشت کرنے اور دانت زخمی اور شہید کرانے کی وجہ سے بخش دیا جاؤں گا۔

حضرت مولانا عبدالحیٰ صاحب اکابر علماء دیوبند سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ہندوستان کے تقسیم ہو جانے کے باوجود 1954ء میں دارالعلوم دیوبند دیکھنے اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی زیارت کے شوق اور آپ سے دورہ حدیث شریف پڑھنے کے جذبہ کو لئے دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ امتحان داخلہ میں اول پوزیشن حاصل کی ایک سال دارالعلوم دیوبند میں رہ کر حضرت مدنیؒ سے دورہ حدیث شریف خاص طور پر بخاری شریف پڑھی۔ حضرت مدنیؒ طلباء سے ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ نیز طلباء کرام کو سر پر پگڑی باندھنے کی اجازت نہ تھی۔ طلباء سر پر ٹوپی رکھا کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالحیٰ کا تعلق ہالیجی شریف دین پور شریف سے تھا۔ اس بناء پر حضرت مدنیؒ نے ان سے ہدیہ قبول فرمالیا۔ جو چائے کے دو ڈبوں کی صورت میں تھا اور انہیں حسب عادت سر پر پگڑی باندھتے رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی گئی۔

حضرت مولانا عبدالحیٰ صاحب نے کتب احادیث تقسیم سے قبل حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب جھ شریف سے پڑھی تھیں۔ درس نظامی کی تکمیل کے بعد 6-5 سال تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے تھے۔ 1955ء میں جب دارالعلوم دیوبند سے واپسی ہوئی تو اپنے آبائی شہر قاسم العلوم گھوٹکی میں آپ نے دوبارہ درس و تدریس کا آغاز کیا۔ 1970ء کے دورانیہ میں مدرسہ دارالہدیٰ ٹھیڑی بحیثیت شیخ

الحدیث تشریف لے گئے اور اس کے بعد علم دین کا یہ چشمہ دارالارشاد پیر جھنڈو منتقل ہوگیا۔ پیر جھنڈو میں کئی سال حضرت موصوف مدرسہ دارالارشاد میں رہے اور پھر آخیر عمر میں دارالعلوم اشرفیہ سکھر تشریف لے آئے اور زندگی کے آخری لمحات تک یہی علوم اسلامیہ اور کتب حدیث پڑھاتے رہے۔ آپ کا بخاری شریف کا درس بہت مشہور تھا۔ دور دراز کے طلباء اور کراچی سے بہت سے غیر ملکی طلباء برما، بنگلہ دیش، ایران وغیرہ سے آپ کے حلقہ درس میں شامل ہوتے تھے۔

آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا غلام قادر بروہی، حضرت مولانا مفتی غلام اللہ کورائی، حضرت مولانا خان محمد جمالی اور حضرت مولانا علی شیر حیدری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ 1954ء میں دارالعلوم دیوبند سے واپسی کے بعد آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ واعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ آپ کا واعظانہ انداز بہت دلکش ہوتا تھا۔ آپ عبرت آموز واقعات سنا کر لوگوں میں فکر آخرت پیدا کرتے۔ موصوف اپنے واعظ میں اکثر و بیشتر خود بھی آنسو بہاتے اور لوگوں کو بھی خوب رلاتے تھے۔

انگریز دشمنی آپ کے دل و دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی طرح انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی کذاب لعین دجال مرتد کے شر سے لوگوں کو عجیب انداز سے آگاہ کرتے۔ لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض تحریریں بھی سناتے اور دیکھاتے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت لاہوریؒ اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ چونکہ یہ حضرات قادیانی فتنہ کے خلاف شب و روز جدوجہد میں مصروف رہتے تھے آپ کو ان اکابر سے گہری محبت وعقیدت و قلبی نسبت قائم ہوگئی تھی۔ 1952ء اور 1953ء تک قادیانیوں نے پاکستان میں قادیانیت پھیلانے کا عزم کر رکھا تھا۔ صوبہ سندھ میں اس زمانہ کے مولانا عبدالحئی الحسینی واحد واعظ مقرر اور مبلغ تھے جو پورے صوبہ سندھ میں مرزائیت کا بہت جذباتی انداز سے تعاقب کرنے والے تھے۔ اس کے بعد آپ کے شاگرد اور دیگر علماء ان کی کوشش اور کاوش سے میدان ختم نبوت میں عملاً شریک ہوئے۔

حضرت امیر شریعتؒ اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی خواہش پر موصوف نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی شوریٰ کی رکنیت قبول فرمائی اور طویل عرصہ تک اپنی بہترین صلاحیتوں سے مجلس کی راہنمائی کرتے رہے۔

آخیر عمر میں آپ پر تنہائی، یکسوئی، گوشہ نشینی کا بہت غلبہ ہوگیا تھا۔ موصوف کو اماکن مبارکہ مکہ

مکرمہ' حرم مکہ' بیت اللہ شریف' حرم مدینہ' مدینہ منورہ اور حضور ﷺ کے روزہ اقدس سے حضوری کی کیفیت حاصل ہوگئی تھی اور ان مقامات پر حاضری کا ذوق و شوق لئے دن رات گزارتے تھے۔ موصوف کو زندگی میں ایک بار حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ دوبار عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور ایک بار مسجد نبوی میں اعتکاف کیا۔ موصوف اپنی روحانی کیفیات ظاہر نہ ہونے دیتے تھے تاہم بعض اہل دل حضرات سے اور خود مولانا موصوف کی نشست و برخواست' احوال و کیفیات سے بہت سی چیزیں عیاں ہوتی گئیں۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس سے آپ کو بہت قلبی گرویدگی اور وارفتگی کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ :

"اللہ رب العزت مجھے مسنون عمر عطا فرمائیں۔ ہمارے بہت سے بزرگ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ خلیفہ اول صدیق اکبرؓ بھی یہی دعا کیا کرتے تھے کہ مسنون عمر' مسنون دن' مسنون وقت میں موت نصیب ہو۔ یعنی جس عمر میں' جس مہینہ میں' جس دن اور جس وقت حضور ﷺ نے اس دنیا کو خیر آباد کہا اس عمر میں انہیں بھی موت آئے۔"

اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحیٔ الحسینیؒ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ آپ 17 رجب بروز جمعہ 1414ھ بہ عمر 63 سال وفات پاکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں۔ انہیں اپنا قرب عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صلحاء امت کی معیت نصیب فرمائیں۔ آمین!

بقیہ قافلہ آخرت

ہیں باقی اولاد چھوٹی ہے۔ مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی نے بھرپور زندگی گزاری۔ آخر عمر میں آپ کو عوارضات نے آن گھیرا۔ پھر بھی خدمت خلق سے پہلو تہی نہ کی۔ اپنی خاندانی خانقاہ جنڈ پیر میں مدرسہ قائم کیا۔ متوسلین و متعلقین کو راہ حق دکھلاتے رہے۔ تعویذات و دم کرانے کے لئے ہزاروں بندگان خدا نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی کا وجود بسا غنیمت تھا۔ بڑے حضرات سے وابستہ رہے اور ان کی خوبیوں کے خوگر رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ آمین!

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں

گنمبٹ میں حضرت امیر مرکزیہ کی آمد اور روحانی تربیتی پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گنمبٹ کی طرف سے ایک روحانی پروگرام تشکیل دیا گیا جس میں حضرت امیر مرکزیہ کی شرکت کے لئے حضرت والا سے وقت لیا گیا۔ پروگرام کے مطابق 29اپریل کو حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سکھر سے گنمبٹ تشریف لے گئے۔ سکھر سے گنمبٹ جاتے ہوئے راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے مدرسہ دارالہدیٰ ٹھیڑی میں تشریف لے گئے جہاں پر حضرت مولانا قاضی حمداللہ 'حضرت مولانا غلام قادر صاحب' حضرت مولانا حزب اللہ نے حضرت کا استقبال کیا۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا فرمائی۔ بعد ازاں حضرت کو سیٹھارجہ میں حضرت مولانا عبدالحمید لنڈ صاحب کے مدرسہ میں لے جایا گیا۔ وہاں بھی حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے بڑی دل سوزی سے مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم گنمبٹ شہر تشریف لے گئے۔ فلورمل کے مقام پر کارکنوں نے جلوس کی صورت میں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کا استقبال کیا۔ فلورمل کے مقام پر ہی جماعت کے وقف کردہ پلاٹ کا افتتاح فرمایا پھر گنمبٹ شہر کی دینی درس گاہ مدرسہ مطلع العلوم رحمانیہ میں پروگرام رکھا گیا تھا جس میں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کو مدعو کیا گیا۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے ہمراہ مولانا اللہ وسایا صاحب بھی تھے جنہوں نے طلبا کرام اور علماء سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم دفتر ختم نبوت گنمبٹ تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی صدارت میں ایک تربیتی کنونشن منعقد کیا گیا۔ کنونشن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ 'حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' حضرت مولانا قاری خلیل احمد صاحب' حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب بروھی' حضرت مولانا عبدالواحد صاحب کوئٹہ' حضرت مولانا میر محمد میرک صاحب' حضرت مولانا غلام محمد صاحب' مولانا خان محمد کندھانی اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب سے عوام کو آگاہ کیا اور عہد لیا کہ آپ سب حاضرین بڑھ چڑھ کر ختم نبوت کا کام کریں۔ عوام کی کثیر تعداد نے حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سے بیعت کا شرف

حاصل کیا۔ بعد میں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم مولانا عبدالخالق شیخ کے مدرسہ میں تشریف لے گئے جہاں پر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا فرمائی۔

سیرت النبی ﷺ کانفرنس چناب نگر

چناب نگر شہر کے قلب وجگر میں واقع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس 8 ربیع الاول بمطابق یکم جون بروز جمعہ منعقد ہوئی۔ الحمدللہ! جامع مسجد کا ہال، برآمدہ، صحن سامعین وحاضرین سے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب، مولانا محمد یعقوب ربانی، مولانا عابد حسین کے بیانات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا محبوب الحسن خطیب جامع مسجد ہذا نے سرانجام دیئے۔ جمعہ کے بعد حاضرین کی تواضع کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ختم نبوت کانفرنس جوہر آباد

یکم جون بعد از عشاء جامع مسجد حنفیہ بلاک نمبر 4 جوہر آباد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا رشید احمد جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام ضلع خوشاب نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا عبدالجبار صاحب خطیب جامع مسجد نور، مولانا عبداللطیف مہتمم کاشف العلوم جوہر آباد کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے امیر حضرت مولانا قاری سعید احمد نے صدارت فرمائی۔ صدارتی بیان اور دعا سے انہوں نے حاضرین کو مستفیض کیا۔

رد قادیانیت تربیتی کورس لاہور

لاہور جامع مسجد بدر احمد بلاک گارڈن ٹاؤن میں 4-3-2 جون کو عصر کی نماز سے لے کر عشاتک سہ روزہ تربیتی رد قادیانیت کورس منعقد ہوا۔ حضرت مولانا مفتی ابوبکر علوی خطیب جامع مسجد ہذا نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جناب محمد متین خالد، جناب محمد طاہر رزاق نے مختلف عنوانات پر لیکچر دیئے۔ جناب مولانا عزیز الرحمن ثانی مبلغ لاہور، قاری قرآن مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا قاری محمد زبیر، مولانا محبوب الحسن اور دوسرے جماعتی دوستوں نے اسے کامیاب بنانے کے لئے بھر

پور کوشش فرمائی۔

جامع مسجد عائشہ میں کنونشن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے دفتر واقع جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں 3 جون کو ایک روزہ کنونشن کا اہتمام کیا گیا۔ پورے لاہور کے علماء کرام اور کارکنان کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شرکت وسرپرستی اور دعا سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا شاہ محمد اور حضرت حاجی بلند اختر نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ حضرت مولانا سید ضیاء الحسن نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا محبوب الحسن کے بیانات ہوئے۔ غرض کنونشن توقعات سے بڑھ کر کامیاب ہوا۔ 4-3-2 جون کو مختلف مساجد میں بیانات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

3 جون شام کو جامع مسجد عائشہ میں قائم مدرسہ تعلیم القرآن حیدریہ سے حفظ کرنے والے چار بچوں کی دستار بندی کے لئے تقریب ختم قرآن مجید کا اہتمام کیا گیا۔ محلہ وٹاؤن کے معززین کی بہت بڑی تعداد نے شرکت فرمائی۔ جناب سندھو صاحب نے مدرسہ کی تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ محترم قاری محمد علی صاحب نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کا فضائل قرآن پر ایمان پرور بیان ہوا۔

ختم نبوت تربیتی کورس منڈی بہاؤالدین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام جامعہ نورالہدیٰ صوفی پورہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا ارشاد اللہ صدیقی کی سرپرستی میں 6-5 جون کو تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا۔ شہر اور قرب وجوار سے طلباء' علماء کی بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی' حضرت مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد ابراہیم' مولانا محمد طیب فاروقی' مبلغ کے مختلف عنوانات پر بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس پنجن کسانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گجرات کے امیر حضرت مولانا قاری محمد اختر مدظلہ کی جامع مسجد پنجن کسانہ میں ان کی صدارت میں 7 جون بعد از عشاء ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ضلع بھر کی دینی قیادت علماء کرام اور طلباء کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا قاری غلام رسول'

حضرت مولانا خدا بخش' حضرت مولانا اللہ وسایا اور جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ممتاز رہنما حضرت مولانا بشیر احمد شاد کے بیانات ہوئے۔ رات گئے حضرت قاری صاحب کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس قصور

9 جون بروز ہفتہ بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع قصور کے امیر حضرت مولانا قاری مشتاق احمد صاحب مدظلہ کے مدرسہ جامعہ رحیمیہ بھر پورہ میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ قاری حبیب اللہ قادری' حضرت قاری سید محمد یحییٰ ہمدانی نے تلاوت سے اجتماع کو منور کیا۔ جناب اللہ دتہ مجاہد' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا اختر ندیم' مولانا تاج محمود کے ایمان افروز بیانات ہوئے۔ جامعہ رحیمیہ کا پورا صحن حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ رات گئے تک کانفرنس جاری رہی۔ حضرت قاری مشتاق احمد صاحب جامعہ کے مدرسین و سینکڑوں طلباء کی محنت نے کانفرنس کو مثالی کانفرنس بنادیا تھا۔ سٹیج سیکرٹری قصور ضلع کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد تھے۔

ختم نبوت کانفرنس شمس آباد

شمس آباد نزد چتوکی میں قادیانی شرارتوں کے سدباب کے لئے 10 جون کو بعد از ظہر ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا محمد عباس نوری' مولانا محمد عارف' مولانا محمد اسماعیل' مولانا محمد انور' مولانا عزیز الرحمن ثانی' مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔ اور اسی روز بعد از عشاء جامع مسجد فاروق اعظم چتوکی میں مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل کے ختم نبوت پر بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس حویلی لکھا

11 جون کو دن ایک بجے دیپال پور بار روم میں مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔ اسی روز عصر کے بعد جناب غلام عباس تمنا ایڈووکیٹ کے مکان پر شہر کے علماء کرام کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا سید محمد انور شاہ بخاری خطیب جامع شاہی مسجد منعقد ہوا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور جہادی تنظیموں کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آنے والے جمعہ پر شہر کی تمام مساجد میں مسئلہ ختم نبوت پر بیانات ہوں گے۔ اسی روز بعد نماز عشاء جامعہ اشاعت العلوم حویلی لکھا میں جناب ذوالفقار خان کی زیر صدارت ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جامع مسجد بلقیہ کے خطیب حضرت مولانا پیر سید مسعود الحسن بخاری کے ایمان پرور بیان سے کانفرنس کا

آغاز ہوا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد‘ مولانا ندیم سرور‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس رات گئے تک کامیابی کے ساتھ جاری رہی۔

میرپور خاص میں رد قادیانیت کورس و ختم نبوت کانفرنسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے زیر اہتمام مدینہ مسجد شاہی بازار میں تین روزہ رد قادیانیت کورس منعقد کیا گیا۔ مولانا مفتی منیر احمد نے کورس کے انتظامات کو دن رات کی محنت شاقہ سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ پہلا پروگرام 21 مئی کو ظہر کے بعد شروع ہوا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے لیکچر دیئے۔ اس تین روزہ کورس میں مولانا مفتی عبیداللہ انور‘ مفتی مسعود احمد‘ مولانا عبدالحفیظ‘ مولانا منظور احمد‘ مولانا محمد یوسف‘ حافظ محمد یامین کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کورس کے ساتھ ساتھ رات کو مختلف مساجد میں کانفرنسیں بھی منعقد کی گئیں۔ 21 مئی بعد نماز عشاء جامع مسجد اسٹیشن چوک میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا اللہ وسایا‘ حضرت مولانا احمد میاں حمادی‘ مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا عبدالحفیظ نے خطاب فرمایا۔ 22 مئی کو بعد نماز عشاء بسم اللہ مسجد حمید پورہ کالونی میں کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب فرمایا۔ 23 مئی کو بعد نماز عشاء بسم اللہ مسجد سٹیلائٹ ٹاؤن میں ڈاکٹر مقصود احمد کی زیر صدارت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد علی صدیقی کے علاوہ دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔ تمام پروگراموں کی سرپرستی حضرت مولانا فیض اللہ نے فرمائی۔ حضرت مولانا مفتی منیر احمد طارق مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے تمام پروگراموں کے لئے دن رات محنت کی۔ الحمدللہ! تمام پروگرام کامیاب رہے۔

کنڈیارو میں ختم نبوت کنونشن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنڈیارو کی طرف سے ایک روزہ تربیتی کنونشن جامع مسجد کنڈیارو میں منعقد ہوا۔ کنونشن سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس سومرو‘ ختم نبوت کنڈیارو کے حافظ علی اکبر پیرزادہ‘ محمد یاسین قریشی‘ محمد عطاء اللہ پیرزادو‘ محمد رمضان خاص خیلی ودیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کنڈیارو‘ محبت ڈیرو اور کمال ڈیرو میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی انسانی ہمدردی کی آڑ میں کفر پھیلا رہے ہیں۔ سندھ کے پسماندہ علاقوں میں غریب مسلمانوں کو پیسوں کا لالچ دے کر مرتد بنا رہے ہیں۔ مقررین نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا

کہ وہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں کو روکے ورنہ تمام تر حالات کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔ آخر میں تمام مسلمانوں سے سماجی بائیکاٹ کی اپیل کی۔ اجلاس کے آخر میں ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا منیر الدین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

چونڈہ میں قادیانی عبادت گاہ کی ہیئت تبدیل کردی گئی

چونڈہ بڈیانہ روڈ پر قادیانیوں کی ایک انصاف رائس مل ملکیتی محمد یوسف واقع ہے۔ مذکورہ قادیانی نے اپنی مل میں عبادت گاہ تعمیر کی اور اس پر محراب بھی بنالیا۔ جب اس کی اطلاع مقامی خطیب حضرت مولانا قاری محمد انور انصر' میاں عبدالغنی امیر جماعت اسلامی پسرور' محمد اشرف بٹ صدر ختم نبوت چونڈہ کو ہوئی تو انہوں نے قاری محمد شریف ڈوگر حضرت مولانا مفتی رشید احمد اور مولانا فقیر اللہ اختر مبلغ ختم نبوت کے ساتھ مل کر پسرور کی انتظامیہ کی توجہ اس طرف دلائی۔ مقامی انتظامیہ نے خصوصاً آر ایم پسرور ملک عابد حسین اعوان نے دلچسپی لی اور اپنی نگرانی میں محراب کو گروایا۔ دینی اور مذہبی حلقوں نے انتظامیہ کے اس تعاون پر شکریہ ادا کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنماؤں کی کوششوں کو سراہتے ہوئے انہیں دلی مبارکباد دی۔

اوکاڑہ کے کذاب صوفی شعبان کو سزا سنانے پر اظہار مسرت

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اوکاڑہ کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ کارکنوں نے شاندار استقبال کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے صوفی شعبان کذاب کو سزا ہونے پر مولانا عبدالرزاق مجاہد اور دوسرے احباب کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اوکاڑہ کے کذاب کو آپ حضرات کی محنتوں سے قابل اعتراض لٹریچر شائع کرنے پر بیس سال قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج جناب محمود اقبال باجوہ نے توہین رسالت کیس میں مجرم صوفی شعبان کو سزا سنا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ الحمدللہ! ختم نبوت کے رضاکاروں کی محنت رنگ لائی ہے۔

مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ حافظ آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈویژنل مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے حافظ آباد کا تبلیغی دورہ کیا۔ شہر کے علاوہ پنڈی بھٹیاں' سکھیکی منڈی' جلال پور بھٹیاں اور سوکیں بھی گئے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں

کہا کہ قادیانیت کا زوال شروع ہو چکا ہے۔ اب بڑی تعداد میں مرزائی دوبارہ ختم نبوت کو گلے سے لگا رہے ہیں۔ دریں اثناء مولانا فقیر اللہ اختر اور چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے سیالکوٹ' نارووال' شکر گڑھ' ظفروال' چونڈہ' دولم کاہلوں' رائے پور' بھلور' منڈی بھٹیاں اور معراجکے کا دورہ بھی کیا۔ دونوں مبلغین نے مساجد میں خطاب کے علاوہ اساتذہ' طلباء' علماء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے تفصیلی ملاقاتیں کیں اور انہیں قادیانیت کے فریب سے متعلق آگاہ کیا۔ انہوں نے دولم کاہلوں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا اور وہاں ختم نبوت دفتر کے لئے نوجوانوں کو تحریک دی۔

قادیانی مربی کا مناظرہ سے فرار

ختم نبوت کی حقانیت قادیانی مربی مناظرہ سے فرار ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق نواحی گاؤں مجاسنگھ میں ایک قادیانی مربی مقامی چوہدری کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے چکر لگاتا رہا۔ اطلاع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا غلام مصطفیٰ اور یاسین عابد وہاں پہنچے۔ قادیانی مربی کو دلائل کے لئے بلایا لیکن وہ گاؤں سے یہ کہتا ہوں بھاگ گیا کہ میں ان علماء سے دلائل کی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ دریں اثناء وہاں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مذکورہ رہنماؤں نے کہا کہ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کا تحفظ کرنے کے لئے ہم مرزائیوں کا آسمان تک تعاقب کریں گے۔

خطبات جمعتہ المبارک

8 جون جمعہ کو جامع مسجد مدنی دینہ میں حضرت مولانا اللہ وسایا اور جامع مسجد بھدر ضلع گجرات میں حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔

مولانا محمد اکرم طوفانی کی برطانیہ روانگی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم نشر و اشاعت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی تبلیغی دورہ پر برطانیہ روانہ ہو گئے۔ 5 اگست کو برمنگھم میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے برطانیہ کے مسلمانوں کو دعوت دیں گے اور اس سلسلے میں دو مہینے کے دوران برطانیہ کے تمام اہم شہروں اور قصبوں میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالیں گے اور لٹریچر تقسیم کریں گے۔ مولانا انشاء اللہ 15 اگست کو عمرہ کی سعادت کے بعد پاکستان واپس تشریف لائیں گے۔ مولانا مفتی جمیل احمد خان صاحب اور صاحبزادہ عزیز احمد صاحب ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں پہلے ہی برطانیہ روانہ ہو گئے ہیں۔

ٹنڈو جام میں تین قادیانی خاندانوں کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کی کوششوں سے محبوب کالونی ٹنڈو جام کے تین قادیانی خاندان جو کہ نسل در نسل قادیانی چلے آرہے تھے۔ جمعیت علماء اسلام حیدر آباد کے ناظم حاجی عبدالمالک‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مولانا محمد نذر عثمانی‘ قاری محمد رفیق اللہ کی کوششوں سے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ معززین شہر‘ علماء اور صحافی حضرات کی موجودگی میں اسلام قبول کرنے والے خاندانوں نے قادیانیت کے کفریہ عقائد و نظریات سے برات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کسی بھی شخص خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال کذاب و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں۔ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہونا سچ مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کے بعد ہمارا کسی قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم تمام افراد بخوشی مسلمان ہوئے ہیں۔ ہم پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔ خاندانوں کے سربراہوں کے نام یہ ہیں۔ طاہر احمد ولد نور احمد‘ ناصر احمد ولد نور احمد‘ ظفر احمد ولد نور احمد‘ آخر میں مولانا نذر عثمانی نے خطاب فرمایا اور ان نو مسلمان خاندانوں کو کلمہ پڑھایا۔

کوٹ مرزا جان میں قادیانی کا قبول اسلام

کوٹ مرزا جان کے بشیر احمد ولد نظام دین چیمہ جو کہ ایک سال قبل قادیانی دجل کا شکار ہو کر مرزائی ہو گیا تھا۔ اس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حافظ محمد ثاقب اور مولانا فقیر اللہ اختر کی کوششوں سے دوبارہ بلال مسجد کوٹ مرزا جان میں مولانا محمد نواز بلوچ کے ہاتھ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔

کوٹ ہیبت ڈیرہ غازی خان میں قادیانی کا قبول اسلام

ڈیرہ غازی خان کے علاقے کوٹ ہیبت میں ایک قادیانی خاندان نے قادیانیت سے تائب ہو کر قاری محمد اسماعیل کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور ذیل کی تحریر لکھ کر دی: من کہ میں مسمی رحیم بخش ولد شادی خان قوم کلولہ کھلول سکنہ نمبر والا موضع چورہٹہ کوٹ ہیبت کا رہائشی ہوں۔ یہ کہ حلفیہ طور پر اقرار کرتا ہوں کہ آج مورخہ 8-6-2001 بروز جمعہ مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرتا ہوں۔

ادارہ

قافلہ آخرت

جناب ڈاکٹر محمد خالد خان خاکوانیؒ

خاکوانی خاندان کے چشم و چراغ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ایسوسی ایٹ پروفیسر جناب ڈاکٹر محمد خالد خان خاکوانی 15 مئی بروز منگل دوپہر ایک بجے نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اسی دن رات 9 بجے حسن پروانہ جنازہ گاہ میں آپ کا جنازہ ہوا۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبر خان مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں سوگواروں و متعلقین نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

جناب ڈاکٹر محمد خالد خان خاکوانی مرحوم جناب سردار فضل محمود خان خاکوانی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ تعلیم مکمل کرتے ہی ملتان نشتر ہسپتال میں رجسٹرار تعینات ہوئے اور پانچ چھ سال کا عرصہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف کے رجسٹرار رہے پھر تدریس کے شعبہ فارماکالوجی سے وابستہ ہوگئے۔ زندگی بھر پڑھنے پڑھانے سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ یہاں تک کہ اسی شعبہ فارماکالوجی سے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر اکتوبر 1999ء میں ریٹائر ہوئے۔

ہزاروں نامور ڈاکٹر آپ کے شاگرد ہیں۔ بارہا سنیارٹی کے اعتبار سے آپ کو میرٹ کی بنیاد پر عہدوں کی پیش کش ہوئی مگر آپ نے اسی عہدہ کو ترجیح دی۔ سفارش رشوت عہدہ کی طلب سے ہمیشہ کوسوں دور رہے۔ زندگی بھر پرائیویٹ پریکٹس بھی نہ کی۔ صرف اور صرف ملازمت کی حد تک نشتر کالج سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ خاندانی طور پر خانقاہ سراجیہ سے وابستہ تھے۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت کا تعلق تھا جو عشق و جنون کی حد تک تھا۔ زندگی بھر حضرت دامت برکاتہم کی مجلس میں ادب کی وجہ سے گفتگو نہ کی۔ احترام و محبت کا ان کا جذبہ قابل قدر تھا۔ صاحبزادہ حضرت حافظ محمد عابد مرحوم سے بے حد پیار تھا۔ جب بھی کوئی آپ کے سامنے حضرت حافظ صاحب کا نام لیتا آپ کے آنسو نکل آتے۔ علماء اور دینی طبقہ کے بہت قدردان تھے۔ ختم نبوت سے بہت ہی پیار تھا۔ ارکان اسلام پر سختی سے کاربند تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے اور بقیہ زندگی ختم نبوت کے دفتر میں

مفت کام کرنے کا ارادہ تھا مگر بیماری نے آن گھیرا۔ شاید خداوند قدوس کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دن بدن صحت بگڑتی گئی۔ شوگر کی وجہ سے گردے اپریشن کے باوجود کام کرنا چھوڑ گئے۔ بڑے صبر آزما مراحل سے گزرے مگر اپنے معمولات کو کبھی ترک نہ کیا۔ ان کی زندگی عبادت وریاضت کا مجموعہ تھی۔ عمر بھر حلال کھایا اور اپنی اولاد کو کھلایا۔ آپ کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے ڈاکٹر محمد عابد خان زبیر خان ٹرسٹ میڈیکل سنٹر میں ڈاکٹر تعینات ہیں۔ تمام اولاد تعلیم یافتہ ہے جو مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ بیماری کے آخری ایام میں جناب ڈاکٹر محمد علی اور ڈاکٹر اللہ داد شاہد نے آپ کی بڑی خدمت کی۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا دفتر کے رفقاء کے ساتھ شریک ہوئے۔ بعد میں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا حافظ محمد امین صاحبؒ

منچن آباد کی مشہور علمی، روحانی اور سماجی شخصیت حضرت مولانا حافظ محمد امین صاحب بانی الحافظ دواخانہ کا گھرانہ انتہائی مذہبی اور دیندار گھرانہ تھا جس میں آپ نے آنکھ کھولی۔ آپ کے والد حضرت مولانا الٰہی بخش صاحبؒ علاقہ کے بہت بڑے عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار، شب بیدار، دینی درد اور تڑپ رکھنے والی شخصیت تھے۔ اپنے والد کی تمام صفات میں حافظ محمد امین صاحب ان کا نمونہ تھے۔ نوعمری میں ہی انہیں منچن آباد کے شیخ القراء قاری ابوالحسن کی خدمت میں تعلیم کے لئے لے جایا گیا۔ قاری صاحب موصوف نے بسم اللہ پڑھائی اور درس میں بٹھالیا۔ بہت ہی تھوڑے عرصہ میں یہ خوش بخت، سلیم الفطرت بچہ حافظ محمد امین کے نام سے مشہور ہوگیا۔ دینی علوم کے حصول کے لئے مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں داخلہ لیا۔ ابتدائی کتب کی تعلیم مکمل کر کے اعلیٰ عربی، اسلامی تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے۔ تقسیم ہندوستان کے بعد خیر المدارس ملتان میں تکمیل علوم اسلامیہ کر کے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے مزاج میں سادگی، فروتنی، عجز وانکساری حد درجہ پائی جاتی تھیں۔ خاندانی تونگری کا شائبہ تک ان کے گفتار، کردار، معاملات، میل ملاپ سے ظاہر نہ ہوتا تھا۔ پند ونصیحت اور دین کی اشاعت کے لئے کوشاں رہے۔ مولانا حافظ محمد امین پچاس سال مسلسل شاہی عیدگاہ منچن آباد کے خطیب رہے اور اس پر کوئی مالی معاوضہ قبول نہ کیا۔ حافظ صاحب موصوف تحریک ختم نبوت 1953ء تحریک ختم نبوت 1974ء اور تحریک نفاذ اسلام

میں عملاً حصہ لیتے رہے اور اس سلسلہ میں قید وبند کی تکلیفیں برداشت کیں۔ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے آپ نے علاقہ کی سیاسی پسماندگی کو دور کرنے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے طویل زندگی عطا کی۔ آپ نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ مسلمانان مچن آباد نے آپ کی یاد میں مدرسہ امینیہ تعلیم القرآن عیدگاہ جاری کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی دینی خدمات قبول فرمائیں اور انہیں اپنے جوار رحمت میں اپنے مقبول بندوں میں جگہ دیں۔ آمین!

مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ

پاکستان کے معروف مقرر اور مجلس علماء اہل سنت کے رہنما مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی 10 جون بروز اتوار اپنے گاؤں جنڈ پیر علاقہ کہروڑ پکا میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ نے جامعہ قاسم العلوم ملتان سے دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے آپ مایہ ناز شاگرد تھے۔ فرق باطلہ کے خلاف تربیت مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشیؒ اور مناظر اہل سنت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ سے حاصل کی اور اپنی علمی زندگی کا آغاز تنظیم اہل سنت پاکستان سے کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سٹیج سے سنہری خدمات سرانجام دیں۔ آج کل مجلس علماء اہل سنت پاکستان سے وابستہ تھے۔ مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی معروف خطیب، دلنواز مقرر تھے۔ جہاں رہے اپنے تمام ساتھیوں سے ممتاز رہے۔ معاملہ فہم اور زیرک عالم دین تھے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کی گتھی سلجھانا آپ پر ختم تھا۔ تجاویز کے بادشاہ تھے۔ صلح کل پالیسی پر گامزن رہتے تھے۔ جن سے اختلاف ہوا اعتدال کو پھر بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ دوست پرور تھے۔ ساتھیوں کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے عرب امارات کے دورہ پر گئے اور عرب امارات کی سپریم کورٹ سے قادیانی کفر پر فیصلہ لے کر لوٹے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقاریر کو شائع کیا۔

دینی مدارس کے لئے فنڈ جمع کرنے کے ماہر مانے جاتے تھے۔ آخری عمر میں کہروڑ پکا میں جامعہ حجازیہ کے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا۔ آپ کے بڑے بیٹے حافظ قاری سید عبدالغفار شاہ اس کے مہتمم ہیں۔ دوسرے بیٹے سید عبدالجبار شاہ حافظ، قاری اور عالم دین ہیں۔ جامعہ حنفیہ بورے والا میں ذی استعداد مدرس

بقیہ صفحہ 52 پر

چناب نگر میں عیسائیوں کی بلامقابلہ کامیابی کے خلاف قادیانیوں کی رٹ منظور

چناب نگر(نامہ نگار)مقامی حکومتوں کے انتخابات کے موقع پر جماعت احمدیہ پاکستان کی مرکزی ہائی کمان نے یکدم یوٹرن لیتے ہوئے 1974ء کی قومی اسمبلی کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے فیصلے کو قبول کرلیا۔ تفصیل کے مطابق 1998ء کی قومی مردم شماری کی رو سے چناب نگر شہر کی اکثریتی آبادی قادیانیوں پر مشتمل ہے۔ حکومت پنجاب کے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ رورل اینڈ ڈویلپمنٹ نے کاغذات نامزدگی جمع کروانے کے دوران ایک خصوصی نوٹیفکیشن کے ذریعے شہر میں بنائی جانے والی دو یونین کونسلوں 41اور 42 میں آبادی کی بنیاد پر قادیانیوں کو بالترتیب 7اور 6 کونسلرز کی نشستیں الاٹ کردیں۔ وقت کی تنگی اور نوٹیفکیشن تاخیر سے جاری ہونے کی وجہ سے قادیانی جماعت اپنے امیدواروں کے کاغذات بروقت داخل نہ کرواسکی۔ لہٰذا جماعت کے سرکردہ مرکزی رہنما سید محمد قاسم شاہ کی نگرانی میں سیاسی سیل تشکیل دیا گیا جس کا انچارج ملک عبدالباسط کو مقرر کیا گیا۔ نگران اعلیٰ کی ہدایت پر انچارج سیاسی سیل نے سرکردہ قادیانی رہنما راؤ حافظ مسعود احمد خان ایڈووکیٹ کی طرف سے مبشر لطیف ایڈووکیٹ کی وساطت سے مذکورہ نوٹیفکیشن تاخیر سے جاری ہونے اور ریٹرننگ آفیسر چنیوٹ کے قادیانی مذکورہ سیٹوں پر عیسائیوں کو بلامقابلہ کامیاب قرار دیئے جانے کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کردی۔ جس پر مسٹر جسٹس انوار الحق نے قادیانی موقف کو درست قرار دیتے ہوئے ریٹرننگ آفیسر چنیوٹ کے اقدام کو کالعدم قرار دے دیا۔ جس کی توثیق چیف الیکشن کمشنر پاکستان نے کردی ہے اور قادیانیوں کو حتمی انتخاب میں الیکشن میں شرکت کا موقع فراہم کردیا ہے۔ اسی طرح دونوں یونین کونسلوں میں مسلم جنرل کونسلرز کی سیٹوں پر بھی 31 مئی کو انتخاب روک دیا گیا ہے۔ چونکہ قادیانی آبادی اور ووٹروں کی کثرت تعداد کی بناء پر قواعد کے مطابق مسلم جنرل کونسلرز اور مزدور کسان مخصوص نشستوں کی تعداد بمع مخصوص خواتین کونسلرز کم کی جاچکی ہیں۔ جن پر اپنی اکثریت کی بناء پر قادیانی غیر مسلم کی حیثیت سے الیکشن میں شمولیت کریں گے۔ جن کے لئے جماعت احمدیہ کے سیاسی سیل نے اپنے فدائین جن میں بابا نوردین‘ راجہ منصور احمد‘ شبیر باجوہ وغیرہ بتائے جاتے ہیں کو ضمنی انتخابات میں کاغذات نامزدگی داخل کروانے کا گرین سگنل دے دیا ہے۔ قادیانی عوامی و سماجی حلقوں میں مرکزی ہائی کمان کے 27 سال بعد قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے بحیثیت غیر مسلم الیکشن میں شرکت کرنے پر سخت اضطراب غم وغصہ اور بے چینی پھیل گئی ہے۔ بازاروں‘ دوکانوں‘ دفاتر‘ قہوہ خانوں اور گھر گھر میں قادیانی ہائی کمان کا اقدام ہی زیر بحث بنا ہوا ہے۔ کثیر تعداد میں قادیانی بذریعہ فیکس سربراہ جماعت مرزا طاہر کو اپنا احتجاج بھجوا رہے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 31 مئی 2001ء)

مزارِ زر نگارِ مولانا محمد امین صفدرؒ

۱۴۲۱ھ

آں امینِ مسلکِ احناف را — راز دارِ مشربِ اسلاف را
آں امینے کاں امینِ ملّت است — بہرِ ناداناں دوائے علّت است
کور چشماں را ضیائے شمس بود — ھادیاں را با محبّت دل رُبود
بر عنیداں بطشِ او بودے شدید — کیں چنیں را من نہ دیدم کس نہ دید
کارِ او کارِ دفاعِ امّت است — شیرِ یزداں، ہم شجاعِ امّت است
گمرہاں را لرزہ بر اندامہا — چوں ز آفاتِ رعشۂ خذّامہا
ہیچ دانی؟ گفتہ اش چوں گفتہ — گفتۂ او گفتۂ دُرِ سُفتہ
مبتدی را گفتہ اش رہبر بُدے — منتہی را گفتہ اش دلبر بُدے
حوصلہ افزا ز بہرِ ہر کسے — قلب جُو و مہرباں بُودے بسے
چوں کسے بحث و نظر با او بخواست — قوّتِ گفتار پیشِ او نداشت
رُوحِ نعماں بوحنیفہ شادماں — شادمان و شادماں، فرحاں از آں
حنفیاں را بود فخر و مایہ — مایۂ، سرمایۂ، ہم سایہ
اے امینِ صادق و شیریں بیاں — داغِ فرقت تلخ دادی در جہاں
اے خطیبِ مصقع و دلبر دہ — ہمچوں مایاں بے نوا افسردہ
شد یتیم اند و غمگیں ہر طالبے — بے تو، گشتہ غمزدہ ہر طالبے
وا امینا! وا امینا! وا امیں! — ما ہمہ پژمردہ و غمگیں حزیں
بہرِ ہر محمد عقابی شد نظر — ہیچ می بینی؟ کہ می باشد دگر!
زاہدانہ زندگی بر داشتے — بہرِ تزویجِ دگر نہ داشتے
"حافظ" بے مثل می دادہ ذرا — ہمچنیں حافظ جوابی شد عطا،
بر جنازہ از تجلّی کوہ بود، — عالماں را بے مثال انبوہ بود
اے! کہ باشی مصدرِ مہر و وفا — ایں چنیں باید سفر سوئے بقا
سیزدہ صد سال، دو، پنجاہ بود — چہار شنبہ، ہشتدہ، ذی الحجہ بود
چاردہ صد، بست و یک تاریخ بود — بہرِ رحلت طبعِ او بر سیخ بود
وقتِ شب از چہار شنبہ چہار میں — از مہِ شعبان رفتہ. رفت امیں

با غمے غلطاں پریشاں، من ندیم
وائے وائے گم شدہ "کاشف عظیم"

۱۴۲۱ھ

احتساب قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اکابرین کے رد قادیانیت پر رسائل کے مجموعہ جات کو شائع کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ چنانچہ، احتساب قادیانیت جلد اول، مولانا لال حسین اخترؒ، احتساب قادیانیت جلد دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، احتساب قادیانیت جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ کے مجموعہ رسائل پر مشتمل ہیں۔

احتساب قادیانیت جلد چہارم

مندرجہ ذیل اکابرین کے رسائل کے مجموعہ پر مشتمل ہے

مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ .... ''دعوت حفظ ایمان حصہ اول و دوم''

مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ ...... ''الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی و المسیح، رسالہ قائد قادیان''

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ .... ''الشہاب لرجم الخاطف المرتاب، صدائے ایمان''

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ...... ختم نبوت، حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی، دجال، نور ایمان، الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح''

ان تمام اکابرین امت کے فتنہ قادیانیت کے خلاف رشحات قلم کا مطالعہ آپ کے ایمان کو جلا بخشے گا۔

رابطہ کے لیے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122

Monthly ***Laulak*** Multan Regd. No. M-108

سولہویں — عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام — سالانہ

ختمِ نبوت کانفرنس

برمنگھم

بمقام جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح 9 بجے تا شام 7 بجے

مورخہ ۵ اگست
۲۰۰۱ء بروز اتوار

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ☆ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ☆ مسئلہ جہاد ☆ قادیانیت کے عقائد وعزائم ☆ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ☆ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن - ایس ڈبلیو 9,9 ایچ زیڈ یوکے

فون: 0207 - 737 - 8199